



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا يَهُوَ لِلّٰهِ بِلَا شَاهِدٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ



مَنِ اسْتَطَاعَ  
إِلَيْهِ سَبِيلًا  
(آل عمران)



اور اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں پر بہت اللہ کا حج فرض  
ہے جو اس کی طرف راستہ کی طاقت رکھتے ہیں

## قرآن کریم اور سود

قرآن کریم میں خلافت الیہ کے قیام سے مقصداں کے سوا کچھ نہیں کہ ایک ایسی قوت پیدا کی جائے جس سے اموال اور حکمت علم و دانش دونوں کو لوگوں میں صرف کیا جائے اور پھیلایا جائے۔ اب سودی لین دین اسکے بخلاف منافی اور مناقص ہے۔ قرآن کریم کی قائم کی ہوئی خلافت میں رب (سود) کا تعامل کس طرح جائز ہو سکتے ہے؟ اس کا جواز یعنی ایسا ہی ہے، جیسا کہ نور و فلمت کا اجتماع رب (سود) سود خواہیں کی غور میں ایک خاص قسم کی خباثت پیدا کر دیتا ہے جس سے یہ ایک بیرونی خرچ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے اگری خرچ کرتے ہیں تو انکے سامنے اسکا آضنا فاماً ضعافنا ضع حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ حالہ ازیں سود کی وجہ سے اقتداء یا میں جو فواد اور اخلاقی فاضل کی تباہی اور برپادی اور فطرت انسانیت میں بکار اور لوگوں پر ضيق و تجھی پیدا ہوتی ہے۔ یہ استد ناظم برائیں ہیں جن کے بیان کی ضرورت نہیں اس لیے قرآن عظیم نے سود کو شے زمین سے مٹانے کا اعلان کیا ہے اور انسانست کو اس کے لینے دینے والوں کے نہ وظیر سے چڑھانے کا اعلان کیا ہے۔ جبکہ پے موالع ختنے لیے سونی کا ذات منح کیا ہے اگر اس سے بازنہ میں اور مستبرہ ہوں تو انکے ساتھ سخت قرآن کا اعلان کیا ہے اور اسے لوگوں کو طبع ارضی سے مٹانے کا چیخی ہی ہے اور قرآن کریم میں اسکی اساسی تعلیم ہے محکم طریق پر دی ہے۔ رب سے منحصر کیا گیا ہے سود خواہیں کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے یہ کین پوری طرح شدید باریت کے اضخم ہونے کے بعد اور اسکی مظلوم کو پوری طرح کھوکھو کر بیان کر دینے کے بعد جو گھرے یہ شدید باریت کے یقیناً منافی ہے اب اسکے خلاف جنگ یا کار و اوانی کرنا کراہ نہیں ہو گا بلکہ عین انصاف کا اقتضا ہو گا۔ اسی طرح ایسی بڑی بڑی جھوٹوں کو مٹانا اور مہم کرنا ہے جو اسکے یہ نظم کی جاتی ہیں کہ جو می کا زیارت کے ذریعہ اموال کیا ہیں۔ انکے خلاف خدا اور رسول کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ (الہام الرعن)

## تعلیم کے دو طریقے

لوگوں کو خیر و بھلائی کی تعلیم دینے والے کو دو مختلف طبقیں سے تعلیم دیتے ہیں۔ ایک یہ کہ لوگوں کو ان باتوں کی تعلیم دے جو ان کے اخلاق کو درست کریں اور افاقت خیر اور راء سیم پیغمبیری معاشرہ زندگی بالخصوص ارتقا قیامت و ثالث کے نظام کو اس طریقے سے قائم کرنے میں مدد دیں جو رائے صواب کے مطابق ہو۔

دوسرے کہ ان کو ان باتوں کی تعلیم دے جن کے ذریعے وہ خدا کے بزرگ و برتر کا قرب حاصل کریں اور دار آضرت میں ان کی نجات و سعادت کے باعث ہوں۔

ایک و سرتقیم کے مطابق خیر کی تعلیم و طریقوں سے جیسا کہتی ہے: اے جن باتوں کے ذریعے انتی دنیا سورتی ہے اور جن باتوں سے ان کو باگاہ الہی میں تقرب حاصل ہوتا ہے ان تمام باتوں کی تعلیم دینا، جو زبانی و عقائد و تذکرے کے ذریعہ یعنی دی جاسکتی ہے اور قلم و تحریر کے ذریعہ یعنی ان مسائل کی اشاعت کی جاسکتی ہے۔

ب۔ ان کے باطن میں پاکیزہ حالت پیدا کر دینا جس کو سینہ اور ظانیت قلب کہ جاتے ہے اور جس کی تشریح ہے کہ کامی کا دل بہ وقت آنکت کی طرف متوجہ رہتا ہے؛ دار خود یعنی دنیا سے اعراض اور بے تعلقی پیدا ہوتی ہے نیز ان امور سے بھی لا تعلقی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جو دنیاوی زندگی نفس کی کلکی والیگی کے ذریعے ہیں یہ پاکیزہ حالت علم کبھی تو مُؤثر نہ ہے نصیحت کے ذریعہ پیدا کرتا ہے اور یعنی اپنی پاکیزہ مجلس و صحبت اور رد عالی و توجہ کے ذریعہ پیدا کرتا ہے۔

حلمند دنوں میں سے جو بھی قسم یا طریقہ تعلیم اغیار کرے اس کے لیے لازمی شرط تھی کہ وہ خود مادل و منصف مزاج اور کامل ترین نہوza اخلاق ہو اور آضرت کی نجات و سعادت کو دنیا اور دنیا کی عیش و عشرت پر ترجیح دینے والا ہو۔ (الہدیۃ البازغۃ مترجم)

# تحریک نفاذِ شریعت

ماہِ روان کی سترہ تاریخ کو فلیش میں ہر ٹول راولپنڈی صدر میں منعقدہ آل پاٹیز نفاذِ شریعت کا نفرنس میں "شریعت بل" کو قومی اسمبلی سے منظور کرانے اور سودی نظام کی وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار میں واپسی کو یقینی بنانے کے لیے پوسے ملک میں تحریکِ نفاذِ شریعت منظم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

"آل پاٹیز نفاذِ شریعت کا نفرنس" جمیع علماءِ اسلام پاکستان کے سیکریٹری جنرل اور شریعت بل کے ملک میں تحریکِ نفاذِ شریعت منظم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا فضل الرحمن، مولانا محمد احمد خان مولانا محمد عبید اللہ صاحبزادہ حاجی فضل کریم، مولانا معین الدین نکموی، مولانا مفتی محمد حسین ضمی، مولانا صیاد القاسمی، مولانا قاضی احسان الحنفی، مولانا صیارا رحمن فاروقی، مولانا ولی دمی مظہر ندوی اور دیگر سرکردہ علماءِ کرام کے علاوہ تو میں تھیات میں سے فراززادہ نصراللہ خان، جناب غلام مصطفیٰ جیزی، میاں فراز شریعت، اقبال احمد خان، راجہ سہ محمد ظفر الحنفی، جناب امجد الحنفی، پروفیسر غفور احمد اور جناب طاری محمد ایم۔ این ملے (ایم کیبر ایم) نے بھی خطاب کیا۔

"شریعت بل" اس وقت تو قومی اسمبلی کے حوالہ ہو چکا ہے اور وفاقی وزیر پارلیمانی امر خواجہ طارق حجم کے ایک بیان کے مطابق اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں زیرِ حکمت آنے والا ہے۔ اس مرحلہ پر ملک کے ایم سیاسی و دینی طبقوں کا یہ اتفاق داشتہ اک بلاشبہ ایک نیک فال اور عوام کے دلوں کی آداز ہے۔

پاکستان کی تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی ابھی دین نے مخدود ہر کسی جدوجہد کا آغاز کیا ہے انہیں ابھی سیاست کی حیات بھی حاصل ہونی ہے اور وہ جدوجہد میں کامیابی سے بھی ہمکار ہوتے ہیں۔ ابھی دین کا اتحاد ہمارے ملک کے بعد سائل کا حل اور نفاذِ اسلام کی جدوجہد کی کامیابی کی کلید ہے۔

بم تحریک نفاذِ شریعت" کے آغاز کے اس فیصلہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے دعا گوئیں کرائشہ رب العزت ابھی دین کے اتحاد کو متکت کے لیے ٹھارک کریں اور اسے ملک میں شریعتِ اسلامیہ کی بالادستی کا ذریعہ بنائیں۔ آمین یا الاعالمین۔

لفاظِ اسلام کے جدوجہد کا  
ملٹ سیکریٹری ترجیحات

## الشريعة

گورنمنٹ

شہد ۱۰۹

جنوری ۱۹۹۰ء

سپریٹ

شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صحفہ  
سید

## العلام رضا احمد الرشدی

مصادفہ میں

ڈاکٹر نور محمد نسٹم عغایری  
پروفیسر علام رسول عدم  
حافظ مقصود احمد ایم اے  
حافظ برسید اللہ عابد  
حافظ محمد علی سارخان ہاؤ

### بدل اشتراک

اندونیشیا	مکت سالانہ
اور پے فی ہیچ ہے	رہا
امریکی ماک	سالانہ پنڈہڈار
یورپی ماک	سالانہ دس پنڈہڈار
سودی عرب	سالانہ پھینیں یاں
عرب امارات	سالانہ پیاس دریم

### خط و سبکت کا پیٹہ

اسٹرنگریہ اسلامیہ مرکز	جاں بھوکر جوڑا
آئی پیٹ کبس ۳۲	گو جراو اول
ریفوم کسی میں مولڈ کے ہے	(امہ لانا زاہد ارشادی)
اکاؤنٹ ۱۵۹۹	صیب بیک
بازار تھائیں الگ کو جراو اول	

سودا فرخ نے	سودا فرخ نے
سیکلڈ روڈ لا بر رے	ٹیچ کیس اڑ
لکھنؤں شان اپہ نے ہارڈ بین بھوکر جوڑا	ٹیچ کیس اڑ
شانی کیں	

# الاسلامی اجتماعیت اور آبادگی کا محور



میخُ الْبَيْتِ مَنْ يَمْتَطِعْ إِلَيْهِ سَبِيلٌ کہ وہ صاحبِ استطاعت  
ہیں ترندگی بھرمیں کم از کم ایک دفعہ بیت اللہ شریف کا حج  
کریں۔ جب رُگ و لام جاتے ہیں تو کعبہ شریف کا طوفان  
کرتے ہیں۔ تکارت کرتے ہیں، صفا و مروہ کی سعی کرتے ہیں اور  
قربانی کرتے ہیں اور ہمیں چیزیں ہیں جن کی بدولت عازمین  
حج و عمرہ کو جسمانی، روحانی، علمی اور اخلاقی فائدے حاصل  
ہوتے ہیں۔ اس کا ذکرِ اللہ تعالیٰ نے سورۃ حج میں بھی  
فرمایا ہے کہ حج کے موقع پر **لِيَتَّهَدُّدُ مَا نَافَعَ لَهُمْ وَگُون**  
کربت سے فائدہ حاصل ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے بیت اللہ  
شریف کو لوگوں کے قیام صین گزاران کے ذریعے سے تعمیر کی  
گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب تک وہاں عبادت ہوتی ہے گل  
طوفان اور قربانی ہوتی رہے گی۔ نمازیں ادا ہوئیں گل  
دنیا بھی قائم رہے گی۔

اور جب یہ چیزیں ختم ہو جائیں گی تو دنیا بھی  
قائم نہیں رہے گی۔ سورة آل عمران میں بیان ہوا ہے۔ اُن  
اُنکے بیتِ وَضِعَتِ بَنَاسَةَ الْلَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُّهُمْ كَمَا اَنَّ اللَّهَ تَعَالَى  
کا اس سرزین پر رب سے پہلا گھر ہی ہے جو لوگوں کی عبادت  
کے لئے معنظر میں تعمیر کیا گی اور یہ بڑی برکتوں والا گھر ہے  
بعض احادیث میں آتا ہے کہ حرم شریف میں ہر روز اللہ تعالیٰ  
کی ایک سو بیس حصیں نازل ہوتی ہیں جن میں سے سامنہ طوفان  
کرنے والوں کے لیے اور باقی سامنہ دیگر عبادت گزاروں  
کے لیے مخصوص ہیں۔ اللہ کی یہ خصوصی وقتوں ہیں۔ وکیپیڈیا کی  
معلومہ میں۔ انہی کثرتِ فضائل کی وجہ سے دنیا بھر سے رُگ  
کھینچ کر آتے ہیں اور گزاران کا ذریعہ نہتے ہیں۔

بیت اللہ شریف خالہ بھری طور پر بھی پوری کائنات کا ہر کو  
ہے اور روحانی طور پر بھی یہ اہل اسلام کا مرکز ہے جب تک  
مسلمان اس کی مرکزت کرتا ہے کیونکہ، خود انہیں دنیا میں  
مرکزی حیثیت حاصل ہے گی اور جب یہی مرکزت (باقی ملت پر)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمان سے لے کر  
نہولِ قرآن کے ہزاروں سالہ دور میں عرب کے خط میں کوئی  
شامل حکومت نہیں تھی۔ یہاں پر قبائلی نظام رائج تھا۔ مصر،  
شام، روم، ایران اور ہندوستان درغیرہ میں تباخاعہ کو تیش  
تھیں مگر جزیرہ نماے عرب میں کوئی مرکزی تنظیم نہیں تھی۔  
اس افرادی اور نفسانی کے عالم میں بھی اللہ تعالیٰ نے  
حرم پاک کو لوگوں کے قیام اور عبادت کا ذریعہ بنا کر حاتھا سالہ بہر  
میں چار حرمت والے میزبان کے دوران لڑائی بند رہتی  
تھی۔ قافلے باروک ٹوک سفر کر سکتے تھے۔ خوب تحدیت ہوئی  
تھی اور لوگوں کو امن حاصل ہوتا تھا اور رسپ کپورت اور شریف  
کے احترام کی وجہ سے ہوتا تھا۔ یہاں پر لوگوں کے قیام سے  
مرادی ہے کہ اس عصر مگر کی وجہ سے رُگ قام برس کر سکتے تھے  
یعنی اپنا زندگی برکر سکتے تھے۔ اگر امن و امان کے رہ چاہیے  
بھی لوگوں کی میسرت ہوتے تو جگہ و جدال اور رُکٹ مارکی  
وجہ سے ہر قسم کا کاروبار بھی باڑی اور بخارت بھیب ہو کر  
رہ جاتے اور لوگوں کو زندگی گزارنا ماحال ہو جاتا۔ قیام کا یہ  
معن سورة نسا میں یوں بیان ہوا ہے۔ وَلَذُقُوتُ الشَّفَعَةِ  
أَمْ أَلْكُمُ الَّتِيْ جَعَلَتِ اللَّهُ لَكُمْ قِيمًا اپنے مال بے دوقول  
کے پرد نہ کرو۔ اللہ نے تمہارے لیے یہ گزاران کا ذریعہ بنا کیا  
ہے۔ بیت اللہ شریف بھی اسی لحاظ سے ذریعہ سماش ہے  
اور اس کی بدولت لوگ گزاروں کا ترکت کرتے ہیں۔ اس کی وجہ  
ہے کہ دنیا بھر کے لوگوں کو حکم ہے رشیہ نعلیٰ الائمہ

احادیث شیخ الدین محمد فراز خان مخدوم

ترتیب تحریر: حافظ شیخ الحسن عابد

# خبر واحد کی شرعی حیثیت

خبر واحد اگرچہ عقائد کے باب میں موجب علم نہیں بلکن عمل کے باب میں جوحت ہے۔ چنانچہ شرح العقائد ص ۱ میں ہے کہ خبر واحد ملن کا فائدہ ہی نے گی بشرطیک اصول فرض میں ذکر کردہ تمام شرائط اس میں موجود ہیں اور ان شرائط کے باوجود بناءزطبیت کے اعتقادیات میں اس کا کچھ اعتبار نہیں ہو گا اور تقریباً اسی ضرور کی عبارات شرح المواقف ص ۲۴، المسأرة ص ۸۷، ح ۱۲ اور شرح فهر اکبر طالعیں الطاری ص ۲۵ میں بھی موجود ہیں اور بزرگ ص ۲۵ میں ہے کہ ملن کا اعتبار عملیات میں ہوتا ہے اور ملن کے ساتھ ثابت حکم واجب ہوتا ہے۔ خبر واحد کی جوحت پر قرآن کریم سے اختصار بعض دلائل۔

حضرت موسیٰ علی السلام سے خطاب

**پبلخہ دلیل** ایک اسرائیلی (جن کا نام قابیلہ اولاد یافلشیون تھا) قتل ہو گی اور فرعون کی کابینے نے حضرت موسیٰ علی الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے کی محکم لی تو رجاء رجلی (ذرمن کو چاپزاد جس کا نام عنذ لاکڑ حرفیں و عند البعض میں یا شعاع تھا اور بعد میں حضرت موسیٰ علی السلام پر ایمان بھی لایا تھا) میٹے اقصے الہیتے یعنی قاتے یا مر سے انت اسلام یا شہادت کے پیغام فاعلیج یا تے لکتے میٹے الناصحینے (پ ۲ اتصف رکوع ۳) حضرت موسیٰ نے صرف اس ایک آدمی کی بات پر اعتماد کرتے ہوئے مدین کی طرف ملا گل امتنی فرمائی اور نظم قوم سے نجات پائی۔ اگر ایک آدمی کی بات قابل اعتماد نہ ہوئی یا بالغ افطاوط دیگر اگر خبر واحد جوحت

نہ ہوئی تو حضرت موسیٰ علی السلام اس پر اعتماد نہ کرتے۔

ارشاد باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

**دوسری دلیل** [فلو لان فرمیت کتے فرمیت

تَبَاهُ طَائِفَةٌ لِّيَتَنَقْهُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ  
إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعْنَهُمْ يَعْذِرُونَ كَه (پ ۱۰۷ ۱۵)

حضرت مجتبی بن جابر (رحمہم) فرماتے ہیں کہ طائفہ کا الفاظ ایکے ہزار تک بولا جاتا ہے اور من عبد بن حیدیں حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے قاتے الطائفہ رجھے فضاعداً کر طائفہ کا الفاظ ایک پر بھی اور زیادہ پر بھی بولا جاتا ہے (دیش رو ۲۵۵) ح ۱۳ اور امام بخاری ص ۲۶۷ ح ۲ پر فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کو کبھی طائفہ کر سکتے ہیں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وانہ طائفتات میں المومنین اقتلوا الٰہ ۱۰ اگر دادی ایسیں میں رکاوی کریں تو وہ بھی آیت کے لفظ طائیں میں داخل ہوں گے اور آخر میں فرمایا کہ اگر خبر واحد جوحت نہ ہوئی تو تبی علی الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک ایک ایک ایک کو مختلف جوہات میں کیوں بھیتے؟ اس دلیل کا خلاصہ یہ ہے اگر طائفہ یعنی ایک کی بات دینی اعتبار سے قوم کو مذاہب خداوندی سے ڈرانے کے یہے معتبر اسی وقت ہو سکتی ہے جبکہ خبر واحد جوحت ہو کر اگر طائفہ کا اطلاق رہیں پرہرہ ہو تو دادیوں کی رکاوی میں مصالحت کرنا آیت سے ثابت نہ ہو سکے گا اور امام کو لیکے ایکے بھیبا سکارا ثابت ہو گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

**تیسرا دلیل** [وَإِذَا أَخْذَنَتْهُ مِثَاقَ الْبَرِيَّةِ

أَوْ تَرَكَتَبَ لِتَقْتِلَهُ بِسَعَادٍ وَلَا تَكْتُمُونَهُ الْآیَة  
(پ ۱۰۷ آل عمران)

امام علیؓ بن محمد المعروف بفتح الاسلام البردیؓ (المتومن  
ستہ) فرماتے ہیں کہ اس آیت کو یہ مفترض کہے کہ اب کتاب میں سے ہر آدمی حکم خداوندی کے بیان کرنے کا

ج ۲۰ میں ہے)۔

(۳) حضرت عمرہ کا ایجاد عزہ فی الجہنیت کے باسے میں حضرت جمل بن ہاک ابن الائچہ کی خبر پر عمل کرنا (ابوداؤد ص ۲۶۷)

(۴) نیز حضرت عمرہ کا خادم دین کی دین سے محنت کی دراثت کے مسئلہ میں ضحاک بن سفیان کی خبر پر عمل کرنا (جیسا کہ ابوذر ص ۲۵۵ ج ۲ دوڑھا، لکھ ص ۳۳ میں ہے)۔

(۵) حضرت عمرہ کا انگلیوں کی دین کے باسے میں حضرت عمرہ بن حزم (م ۵۵۲ھ) کی خبر پر عمل کرنا (بیسے کنسانی ص ۲۱۸ میں حضرت عمرہ بن حزم کی طولی حدیث میں ہے کہ اتحاد را پوں کی ہر انگلی میں دس دس اونٹ ہیں۔ اس حدیث کی تحریخ علامہ ابوالبرکات بن تیمہر نے بھی متفقی الاخبار المنکب معہ میں ادا و طار ص ۲۱ ج، میں کی ہے۔ قامی شوکانی میں ادا و طار ص ۲۲ ج، میں فرماتے ہیں کہ حضرت عمرہ سے مردی ہے کہ دو ہنچنگلیا میں چھا اونٹ، اس کے ساتھ والی میں نواڑھ دریانی میں دس اونٹ، سایہ یعنی انگر کٹھے کے ساتھ والی انگلی میں بارہ اونٹ اور انگر کٹھے میں تیرہ اونٹ دین لانے کے قائل تھے پھر حضرت عمرہ سے اس بابت میں رجوع میتوانے والا ہے)

(۶) حضرت عمرہ کا اپنے ہمسائے حضرت عبان بن مالک کی اخبار کا قبول کرنا (بیسے کہ بخاری ص ۱۹۱ اور مکہ ص ۲۳۲ ج اکھ طولی حدیث الیاء میں ذکر ہے کہ میں اور سیراہسایہ باری باری حضرت علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دیتے تھے۔ ایک دن وہ حاضر ہوتے اور وحی وغیرہ کی خبر لا کر مجھے بتاتے اور ایک دن میں حاضری دیتا اور آگر اس کوئی خبر دیغیرہ بتاتا۔

(۷) حضرت ابن عمرہ کا (م ۵۲۷ھ) اس علی انھنیں کے باسے میں حضرت سعد بن ابی وقاص (م ۵۵۵ھ) اور حضرت عمرہ کی خبر پر عمل کرنا (بیسے کہ مروٹا مالک ص ۱۲ میں ہے)

(۸) حضرت عبان کا متوفی عنہا نہ ہجہا کی حدت کے

مکلف تھا اور کتابن علم اس پر حرام تھا کیونکہ اس امر کے دلکش نہ تھے کرب کے سب اجتماعی نشکل میں شرقاً و غرباً بیان کرنے کے لیے نکلے تو اس سے بھی خرواداً مد کی محبت میباشد اور وادی صحیح ہو گئی (المحل مقدمة فتح المسم مثا رای شرکر حکم تو پہلی انتروں کے باسے میں ہے جو کہ اب اتنے تھے تو اس کا بجا جواب ہے کہ کتب اصول فتح میں تصریح کر جو دی ہے شلائی نزاکت اذار ص ۲۶ میں ہے۔ در شرائع منہ قبلہ انتروں اذاعص اللہ و رسولہ من غیر نکیر انہ تو وہ سب احکام ہائے حق میں بھی محبت میں جو جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی انتروں کے بلا نکیر پیان فراستے ہیں۔

**بعض احادیث** | حضرت مولانا شیراحمد عثمانی (۱۲۶۹ھ تیر ۱۳۶۹ھ) میں اکی ماہ بارہ دن فراستے ہیں کہ خرواداً مد پر (بیشتر طیک) اس کے راوی عادل ہرول (عمل کرنا) عملات میں واجب ہے کیونکہ قاتر کے ساتھ حضرت صحابہ کرام (ع) سے خرواداً مد پر عمل کرنا ثابت ہے اور پہلے شمارہ ادعیات سے اس کا ثبوت ہے۔ غیر مٹی طور پر یہ داعیات حضرت صحابہ کرام (ع) کے اجماع قوی کا نامہ ہے میں یا کہ از کم اخبار احادیث ایک جا بہ عمل کے بھائی میں اجماع قوی کی شکل مزدہ ہیں۔

ان داعیات میں سے چند مشورہ یہ میں:

(۱) حضرت ابرک صدیق (م ۵۲۷ھ) کا دراثت جده کے سلسلہ میں حضرت میزہر بن شعبۃ (م ۵۵۶ھ) اور محمد بن سلمہ (م ۵۳۲ھ) کی خبر پر عمل کرنا ہے کہ ابوداؤد ص ۲۵۳ ج اور ابن ماجہ ص ۱۱ میں ہے۔

(۲) حضرت عمرہ (م ۵۲۷ھ) کا جو سے بجزیہ یعنی کے باسے میں حضرت عبد الرحمن بن عوف (م ۵۳۲ھ) اس کی خبر پر عمل کرنا (جیسا کہ ابوداؤد ص ۲۵۳ ج ۲ میں ہے) اور طا عمر بن کی خبر کے باسے میں بھی انہی کی خبر پر عمل کرنا (جیسا کہ بخاری ص ۵۳۷

دو بیس میں نے انڈلیں دی۔ (بخاری ص ۸۳۶ ج ۲) امام دارقطنی<sup>ر</sup> نے بھی دارتقطنی ص ۴۹ ج ۲ میں اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک کے نعل کیلئے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس الی بن کعب (م ۷۱ھ) اور سیل بن بیضا و تارا در بصر کی یافہ بیان کر تھی اور طلب کی شراب پیتے تھے اور میں پڑا تھا وہ آنکھیں تیرنگی کرتے تھے کہ ان کو مدھوش کر دیتی۔ پس ایک مسلمان آدمی گزرا اور کہ کہ تمہیں معلوم نہیں کہ شراب حرام کر دی گئی ہے، پھر انہوں نے کہ کہ انس میں جو کچھ سترن میں ہے انڈلیں دو اور انہوں نے یہ بنس کیا کہ تمہرے ذریعہ تھیں کہیں بلکہ بلا تھیں یہی صرف ایک آدمی کے کھنے پر انہوں نے کہا اور میں نے وہ انڈلیں دی۔ حدیث ابو عبد اللہ عزیز (جن کی نسبت یوں ہے عبید اللہ بن عبد اللہ بن الحمد بن الحمدی بالله عزیز) فرماتے ہیں کہ بخدا سیستہ خبر واحد کے موجب مل ہونے پر دال ہے اور مخدوم فتح اہل مصہد میں ہے۔

۱۱م فتح الاسلام نے فرمایا کہ خبر واحد کے محبت ہونے کی عقلی دلیل یہ ہے کہ خبر رادی کے صدق کی موجودگی میں محبت ہو گی اور خبر چونکہ صدق اور کذب دونوں کا احتمال کھلتی ہے لہذا رادی میں انجامیں اہمیت کے بعد عدالت صدق کو ترجیح دے سکتی اور فتنہ کذب کا مرتع ہو گا تو روحان صدق کی بناء پر عمل واجب کیا پڑے گا تاکہ خبر واحد عمل کے یہے محبت ہو البر جو کہ غیر معصوم میں ایک گز سہو اور کذب کا احتمال موجود ہے اس پر علم ایقین کا فائدہ مند ہے گی اور عمل ترجیح علم ایقین کے یہی صحیح ہے جیسے کہ قیاس پر غالب رائے کے ساتھ عمل کرنا صحیح ہے اسی طرح گواہیں کی گواہی پڑھنے غالب کے ساتھ حکام کا فیصلہ کرنے صحیح ہے لہذا عادل کی خبر بھی علم ایقین کا فائدہ مند ہے گی اور عمل کے یہے اسی قدر علم کا فائدہ ایک آنے والے نے کہ شراب حرام کر دی گئی ہے تو اچاک ایک آنے والے نے کہ شراب حرام کر دی گئی ہے تو حضرت ابو طلحہ فرمائے گے کہ انس میں اٹھ کر یہ شراب انڈلیں

دوران قیام فسے بیتھا کے باہرے میں حضرت فاطمہ بنت مالک بن منان کی خبر پر عمل کرنا (جیسے کہ ابو داؤد ص ۲۱۵ ج ۲) اور اسی طرح ترازت سے ثابت ہے کہ حضرت علی الرضا رضی اللہ عنہ ایکی آدمی کو بھی تبلیغ احکام کے لیے بھیجا کرتے تھے مشاہد حضرت معاذ بن جبل کا میں بھیجا ہیے کہ بخاری ص ۱۸۴ ج ۱ میں ہے۔

مزیداً اس کثرت سے اخبار آحاد پر عمل ذخیرہ احادیث سے ثابت ہے کہ شمار میں نہیں آ سکتا۔ پھر اگر اخبار احادیث کا قبل کرنا واجب نہ ہوتا تو حضرت علی الرضا رضی اللہ عنہ کا ایکی کو تبلیغ احکام کے لیے بھیجئے کا کیا فائدہ تھا۔ (مقدار فتح اہل مصہد)

### مزیداً پہنچ حوالے

بخلان احادیث سے حضرت برادر خلیل روایت بھی ہے جس کے آفرین ہے کہ حضرت علی الرضا رضی اللہ عنہ و اسلام کے ساتھ فاز پڑھنے والوں میں سے ایک آدمی (حضرت عباد بن نیک) کی مسجد کے قریب سے گزرے اور ابی مسجد رکونا میں تھے حضرت عباد کے لئے لگے۔ بعد ازاں حضرت علی الرضا رضی اللہ عنہ کے ساتھ فاز کر کی طرف رُخ کر کے پڑھ کر آیا ہوں۔ اب مسجد اسی حالت میں کہرا انشک طرف پھر گئے جیسے کہ بخاری ص ۱۸۴ میں ہے۔

بخلان احادیث سے حضرت برادر ابو عبد اللہ بن عباس اور ادقیقی روایت ہے جس میں ہے کہ ایک منادی (ابو طلحہ) نے آواز دی کہ ہنڑوں میں جو کچھ کپ رہا ہے انڈلیں دو جیسے کہ بخاری ص ۲۱۶ ج ۲ میں ہے۔

ان احادیث میں حضرت انس بن مالک کی روایت بھی ہے کہ میں ابو طلحہ (زنیہ بن سمل م ۲۳۱ھ) ابو عبیدہ (عاصم بن عبد اللہ م ۱۸۰ھ) اور ابی بن کعب (م ۷۹۰ھ) کو فوجی شراب جو کچی اور کچی بھجوڑوں سے تیار کی گئی پڑا تھا کہ اچاک ایک آنے والے نے کہ شراب حرام کر دی گئی ہے تو حضرت ابو طلحہ فرمائے گے کہ انس میں اٹھ کر یہ شراب انڈلیں

ابن اکرم طیمہ السلام نے بھی اللہ کی پناہ میں آئے کہ دعائیں  
نہ گئیں اور استغاثہ کیا۔

شیخ فرج علیہ السلام نے جب اپنے بیٹے کے لیے  
دعا مانگی اور اس نے اپنے اس دعا کو نامنظہ کر دیا تو  
حضرت زوج علیہ السلام یہ فرمائے لگے: (۱)

قائے رَبِّي إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ  
مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَّ (۲۷ حُجَّةً) آیت ۲۸)  
کا اے بیرے پر دگارا! بے شک میں پناہ لیتا ہوں  
تیری یہ کروں کروں بکھر سے وہ جس کا ملم مجھے نہیں۔  
یوسف علیہ السلام کو جب زیخانے والوں نے چاہا تو حضرت  
یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے استغاثہ حاصل کرتے ہوئے

فرماتا ہوا:

(۳) مَعَذْ أَشْبِي إِنَّهُ رَبِّ الْأَحْسَنِ مَوَالِي  
(پٰ) یَرْسَتْ (۴۷ آیت ۲۲)

اور انہی یوسف علیہ السلام کو جیامیں کی جگہ درسے جائیں  
کویا یہ کی چوری کے سلسلے میں بھائیوں نے کچھ کہا تو حضرت  
یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

(۴) مَعَاذْ أَشْبِي إِنَّ تَأْخِذَ الْأَمْنَ وَجَدَنَا مَسْأَعًا  
عَنْهُ (پٰ) یَوْسَفْ (۴۸ آیت ۲۹)

پناہ ہے اسٹلی کر لے لیں ہم سارے اس  
شخص کے، کہ یا یہ ہم نے چیز اپی اس  
کے پاس۔

یوسف علیہ السلام سے بھی تنوڑ کے کلام قرآن مجید میں  
بیان کیے گئے ہیں جب بنی اسرائیل نے گائے کہ قربانی  
حکم پر مثال مثال کی تو حضرت موسی علیہ السلام نے ان کے  
اوائل راجحال پر فرمایا:

(۵) أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ  
(پٰ) یَعْلَمْ (۴۹ آیت ۹۸)

## تَنْوُذُ وَ قُرْآنُ مجِيد

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر تنوڑ کے  
خلاف کلام درج ہیں۔ ان کی فہلوت  
پر ایک تفسیر تحریر

تنوڑ کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مولانا صرف نہ  
بعد الحکیمہ سماںی مذکور اپنے دروس قرآن میں فرماتے ہیں:  
”تنوڑ کا معنی ہے خدا کی پناہ حاصل کرنا۔  
تاکہ انسان شیطان کی شر سے بچ سکے کیوں کہ  
انہیں تمہارے مصالح ہے اور شیطان کے  
شر سے بچنے کے لیے سب سے پہلے خدا کی  
پناہ حاصل کرنا ضروری ہے۔“

تلودت قرآن مجید سے پہلے تنوڑ پڑھا مسلموں کے  
تاکہ انسان کی زبان ان ناپاکیوں سے پاک ہو جائے جو سالی  
اور قول طور پر اس سے سرزد ہوئی ہوں۔ اسی لیے قرآن مجید  
میں حکم دیا گیا ہے کہ جب بھی قرآن مجید پڑھنے کے واس سے  
پہلے تنوڑ ضرور پڑھا کرو۔ ارشادِ ربیٰ ہے:  
(۱) فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَامْسِعْهُ بِأَشْمِرِ مِنَ الشَّيْطَانِ رَجُلِمْ  
(پٰ) اَنْتَلِ (۱۴ آیت ۹۸)

پھر جب تو پڑھے قرآن تو پناہ ملگی اللہ کی شیطان مرد کے  
کیونکہ شیطان ہر نیک کام سے روکنے کی کوشش کرتا ہے  
اس لیے زصرفہ ہمیں اس کا حکم دیا گی بلکہ ہم سے پہلے خلق

زیر پا نیا بول میں ناداں سے  
پھر جب فرعون کے دربار میں دعوت حق فرمائے  
تھے تو اس وقت یہ فرمایا:

﴿۶﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي عَذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ  
مِنْ كُلِّ شَكِيرٍ لَا يُؤْمِنُ بِسُومِ الْحَسَابِ  
﴿۷﴾ الْأَنْ بِّعَ آیَت٢۲﴾

اور کما موسیٰ نے یہ شک میں نے پناہ پکڑا،  
اپنے پروردگار کی تھا اسے ہر خلک سے جو اعلان کیں

لائیں حساب پر

﴿۸﴾ وَإِنِّي عَذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُونَهُ  
﴿۹﴾

اور بے شک میں نے پناہ پکڑا اپنے رب کے  
تمامے رب کی اس سے کوئی مجھے سُنگا رکھا۔  
حضرت مریم علیہ السلام کے پاس جب جرسیں ایں  
مرداز شکل میں ظاہر ہوئے تو

فالَّتْ إِنِّي أَنْهُدْ بِالْحَمْنِ مِنْتَهَى إِنْ

كُنْتَ تَقْتَاهَ (۳۴ ۴ آیت ۱۸)

کئے گئی تھیں میں پناہ پکڑا ہوں مرن کی تھی سے

اگر ہے تو پریمگار

اور امنی مریم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت زوجہ عمران نے  
کہا:

﴿۱۰﴾ وَإِنِّي أَعْيُنُهَا يَكِيدُ وَذَرِّيَّهَا مِنَ الشَّيْطَانِ

الْجَحِيمُ (۳۵ ۴ آیت ۳۶)

اور بے شک میں نے پناہ دی اس کرتی ری اور  
اس کی اولاد کو شیطان مردود سے۔

اسی طرح حضرت ملکہ حیرم کو بھی قرآن مجید میں ہندت  
مقامات پر استھانا کرنے کی تعلیم دی گئی۔ ایک بھگ فرمایا  
﴿۱۱﴾ وَقُلْ أَمُوذِرِتِ الْمُؤْمِنُونَ مِنْ هُنَّ رَبَّاتِ الشَّيْطَانِ ۝

وَأَنْهُوْذِ يَبْتَئِرُ رَبَّ أَنْ تَخْفُرُونَهُ (۱۶ ۴)  
اور کہ دیکھنے کے بھے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا  
ہوں شیطان کے دوسروں سے اور تیری پناہ مانگتا  
ہوں اس سے کردہ (شیطان) حاضر ہوں یہ پر  
درستی بھگ کھوار اور مکرین کے بڑاؤ کے جواب میں یہ تعلیم دی:  
﴿۱۱﴾ إِنْ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كُبُرٌ مَا هُمْ بِالْفِيْحِ  
فَاسْتَعْدِ بِاللَّهِ (۱۷ ۴) ”سپر ہے ان کے  
سین میں مگر کبڑا (میکن) وہ اس بکریوں بھنپ کئے پس  
اپ اللہ کی پناہ اٹھیں گے۔

اسی طرح شیطان دوسروں سے بچنے کے لیے یہ  
تعلیم دی:

﴿۱۲﴾ وَإِنَّا يَنْزَلُنَا مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ فَاسْتَعْدِ  
بَا فَيْحٍ (۱۸ ۲۰۰) اور اگر آپ کو کسی وقت شیطان  
وسرسا بھائے اور آمادہ کرے تو آپ اللہ سے پناہ  
طلب کریں گے۔

اسی طرح جب حضرت ملکہ حیرم علیہ السلام پر شیطانی علوم کے  
ذریعے سحر کیا گی تو فرمایا:  
﴿۱۳﴾ قُلْ أَمُوذِرِتِ الْمُؤْمِنُونَ : كَهْ دِيکَھے میں پناہ مانگتا  
ہوں بھے کے پروردگار کی۔

﴿۱۴﴾ قُلْ أَمُوذِرِتِ النَّاسِ : كَهْ دِيکَھے میں پناہ مانگتا  
ہوں لوگوں کے پروردگار کی۔

معلوم ہوا کہ قرآن مجید آزادی و سفرازی کا سیغام لایا  
اندازوں کو غیر خدا کی مکومیت اور عالمی سے نکال کر ایک خدا  
کی پناہ حاصل کرنے کی تھیں کی سے

یہ ایک سجدہ ہے تو گراں سمجھتا ہے  
ہزار سجدوں سے دیتا ہے، آدمی کو خفات  
لیکن ہم نے خدا کی پناہ حاصل کرنے کی بجا ہے فتدہ،  
مردہ ای بے جان دُریزوں کی پناہ حاصل کرنے میں غریب ہوا

ادمان کفار کے راستے پر چل سکھے جن کا ذکر قرآن عبید نے  
اس طرح فرمایا ہے:

(۱۵) وَأَنَّهُمْ كَانُوا جَاهِلِيَّةً تِينَ أَلْفَيْسِ يَعْدَدُونَهُ  
وَجَاهِلِيَّةٍ الْجِنْ فَزَادُهُمْ رَهْتَاهُ ۚ ۲۹  
اور یہ کہ کئی مرد انسانوں میں سے پناہ پکڑتے  
تھے جنت کی۔ تو زیادہ ہمارا ان کا بھترہ۔

کیا اب بھی خداوند کریم کے دروازے سے ہٹ کر کون  
چوکھٹ ایسیں ہے جاتی ہمات اور پناہ درے سکے۔ جب  
نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو چھپ عباری لگا ہیں مشق و خرما  
کی فربت کیوں متوجہ ہو کر چھپ عباری ہیں؟ یا ہمیں پناہ دیتے والا  
معاذ اللہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی نظر آگئی ہے؟  
ظر کچھ تر ہے جس کی پر وہ داری ہے۔

## عمل کا معجزہ حق ہے سکوت و ضبط باطل ہے

وطن کی خستگی و جگہ شکست بولیط دل ہے  
وطن کی اس تباہی میں "انا" کا ہاتھ شامل ہے  
چمن کی روپیں سب نذر صحر جوں جاتی ہیں  
نشاداب گلوں میں ہے زگل بانگ عنادل ہے  
شکستہ جام و مینا خشکیں ساقی، سبوخال  
یہ بزم ذی شعراں ہے کہ دیرازوں کی محفل ہے  
اٹنگلیں مژتریہ خواں ہیں، تمنائیں ہیں پڑ مردہ  
خندی خواں گنگ بیچاہ، زناقد ہے زخمی ہے  
تلاطم خیز دریا ہے سفینے کا خدا حافظ  
ہے ز آموز کشتی بال، انہاں لفڑوں سے صالح ہے  
جال اشتنی سے ہے مزاج یار بے گانہ  
روت اُس بُت طنار کی فطرت میں شامل ہے  
ز ہو جائیں کمیں دہیز و درہی نذر سبکار  
ز ی گرنے پر آمادہ زدہ مجھکنے پر مائل ہے  
دل نازک میں ہو پیدا اکمال سے ہبت مردال ہے  
اناشیت کی جب اس راہ میں دیوار حائل ہے  
ہر اکا رُخ پیٹ دے ہمت و تدبیر سے تردد  
عمل کا معجزہ حق ہے سکوت و ضبط باطل ہے  
حضرت سرورد میوان

شروعت بل پر مختلف حلقوں کے اعتراضات

اس کے خلاف فاقی حکومت کی جانب اور تاخیری جو بکا

## حقیقت پسند آنہ تجزیہ

ایوان سے باہر مختلف مکاتب نگر کے علماء کرام نے "متعدد شریعت مجاز" کے نام سے مشترکہ پیش فارم تشکیل دے کر شریعتے بلے کی منظوری کے لیے جدوجہد کی اور بالآخر انہیں مراحل سے گزر کر "شریعتے بلے" متعدد راتا میں کے ساتھ "نفاذ شریعتے ایکٹ" ۱۹۹۰ء کے نام سے سنیٹ آن پاکستان نے متفقہ طور پر منظور کر لیا۔

دستوری طریق کار کے مطابق "نفاذ شریعت ایکٹ" کا یہ سوداہ اب پارلینمنٹ کے ایوان زریں یعنی قوی اسلی میں زیر بحث کئے گا جسے سنیٹ سے اس کی منظوری کے ۹۰ دن کے اندر اسے منظور یا مسترد کرنا ہے اور اگر خدا نخواست قوی اسلی نے اسے منظور نہیں کیا تو اکان سنیٹ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس پر دوبارہ غور کے لیے پارلینمنٹ کے مشترکہ اجلاس کا مطابر کریں اور اس طرح قوی اسلی اور سنیٹ کے اکان مشترکہ اجلاس میں "نفاذ شریعتے ایکٹ" کو منظور یا معاذ دش سترد کرنے کا حتمی فیصلہ کر سکیں گے۔

۱۹۸۵ء میں جب "شریعتے بلے" کو پیش کی-

پارلینمنٹ کے ایوان بالا سنیٹ آن پاکستان نے ۱۳ اگسٹ ۱۹۹۰ء کر فناذ شریعت ایکٹ ۱۹۹۰ء کے عروز ان سے ایک نئے سوداہ قانون کی متفقہ طور پر منظوری دے دی ہے۔ یہ سوداہ قانون اسی "شریعتے بلے" کی ترمیم شدہ شکل ہے جو سنیٹ کے دو متعاز کان مرلانا سیمح الحنی اور مرلانا قاضی عبداللطیف نے ۱۹۸۵ء کے دوران سنیٹ کے سامنے پیش کی تھا اور اس پر ایوان کے اندر اور باہر سلسل پانچ برس تک بحث و تعمیص کا سلسلہ جاری رہا۔ سنیٹ آن پاکستان نے شریعتے بلے کے سوداہ پر نظر ثانی کے لیے وقتاً منصف کیشیاں تشکیل دیں اور سنیٹ سیکریٹریٹ کی طرف سے اسے رائے عارضہ کرنے کے لیے مشترکہ بھی کیا گی جس کے جواب میں پاکستانیوں کی ایک بڑی تعداد نے "شریعتے بلے" کی حمایت کرتے ہوئے اس کی منظوری پر زور دیا جبکہ صدر پاکستان کی طرف سے "شریعتے بلے" کا سوداہ اسلامی نظم ای کو نسل کو بھجوایا گیا اور کوئی نہ اس پر ایک مغلبل رپورٹ پیش کی۔

ذہبی جلقوں مشرکت کر گلکت عمل اور جدوجہد کا راستہ اختیار کرنے میں کامیاب ہو گئیں گے مگر اس کے باوجود تو قومی اخبارات میں "نفاذ شرعیت ایکٹ" کے باسے میں ہونے والی بحث میں مخالفت کا پیروں بھی تک نمایاں ہے اور اس کے خلاف بعض ایسے خدشات و شبہات کا انداز کیا جا رہا ہے جن کا سنبھیڈ گی کے ساتھ جائزہ میں مخالفت صورتی ہے۔

ہمارے زدکیب "نفاذ شرعیت ایکٹ" کے باسے میں قومی اخبارات میں ہونے والی بحث میں مخالفت کا پیروں نمایاں ہونے کی تجھیڈ وجوہ ہیں جنہیں بہر حال پیش نظر رکھنا ہو گا۔

① سینٹ نے تراجم کے ساتھ "شرعیت میں" کا جو مسودہ منظور کیا ہے اسے قومی اخبارات نے تادم تحریر شائع نہیں کیا۔ صرف ایک قومی اخبار نے اس کا مسودہ شائع کیا ہے لیکن وہ نہ صرف یہ کہ نا عمل ہے بلکہ اس میں وہ تراجم بھی شامل نہیں ہیں جو سینٹ نے منظوری کے مرحلے میں آغازی وقت اس میں سوئی ہیں۔ اس لیے ملک کی بیشتر آبادی کو یہ معلوم ہی نہیں کہ منظور شدہ مسودہ کیا ہے۔

② بیشتر قومی اخبارات اپنی طبقاتی وابستگیوں اور کچھ مخصوص علی و مین الاقوامی عوامل کے باعثوں اپنی پالیسی کو عملاً سیکھا رکھنے پر مجبور ہیں جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ "شرعیت بلے" یا شرعیت سے متعلق کسی بھی امر کی مخالفت میں آزادی بنا یا

سینٹ سکریٹریٹ کی طرف سے رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے مشترکیا گی تو اس کی حیات اور مخالفتیں وہی حقوق میں بحث و تحقیق کا ایک طویل سلسلہ نکلا۔

بلے کے حق میں اور اس کے خلاف بہت کچھ کلگی۔ جن طبقات نے "شرعیت بلے" کی اس وقت مخالفت کی ان میں سیاسی جلقوں بھی رکھتے اور مذہبی عناصر بھی مگر مخالفت کی بیشتر وجہ سیاسی تھیں اور عامہ طور پر اسے اس پیغمبر میں دیکھا جا رہا تھا کہ شاید اس کے پیس پر وہ حکومت وقت کے سیاسی مقاصد اور عزائم کا رفرما ہیں لیکن حکومت کی تبدیلی اور حالات کے پیٹا کھانے کے بعد شکوہ و شبہات کے بادل رفتہ رفتہ چھٹے لگے اور بالآخر مطلع اس حد تک صاف ہو گی کہ سینٹ میں "شرعیت بلے" کی متفقہ منظوری کے بعد اس کے بارے میں قومی اخبارات میں دوبارہ بحث کا آغاز ہوا ہے تو مخالفت میں وہ شدت نظر نہیں آرہی جو کچھ عرصہ قبل تک "شرعیت بلے" کا تام سامنے آتے ہی قومی اخبارات کی نمایاں سرخیوں کی زینت بن جایا کرتی تھی بالخصوص "شرعیت بلے" کی مخالفت کرنے والے معروف ذہبی حقوقوں مثلاً جمیعت العلماء پاکستان، جمیعت الحدیث اور جمیعت علماء سلام (فضل الرحمن گردپ) کی طرف سے اس کی حیات کا انداز حالات میں بہتر اور خوش آئند تبدیلی کا غماز ہے اور اس امر کے آثار واضح ہوئے ہیں کہ قومی اسلامی سے "شرعیت بلے" کو منظور کرنے کے لیے ملک کے تقریباً سبھی

● "شریعت بل" کے ذریعے فرقہ داریت کے فرعنگ کی راہ پر ہو گی۔

● "شریعت بل" کے نفاذ سے "طاازم" کا غلبہ ہو جائے گا اور طائفت کی اجراہ داری قائم ہو جائے گی۔

● "شریعت بل" کے ذریعہ عورتوں کے حقوق ملک کیے جائے ہیں اور ان کی حیثیت کم کر دی گئی ہے۔

چنانچہ پارٹیٹ اور دستور پر "شریعت بل" کی بالادستی کا تعلق ہے یہاں ایک ہلکا سا

مخالف اور بیرپھیر ہے جسے دوڑ کرنا ضروری ہے۔

یہ بالادستی جس کو ہتا بنا یا جارہا ہے "شریعت بل" کی نہیں بلکہ "شریعت" کی ہے کیونکہ "شریعت بل"

تر خدا کی پارٹیٹ کی منظوری کا محتاج ہے اور اُنہیں حدود کے اندر منظوری کے مرحل سے گذر رہا ہے۔

جب دستور اور پارٹیٹ خود اس بل کو تخلیق کر رہے ہیں تو آخر بدل کی ان دونوں پر بالادستی کیے ہو سکتی ہے؟ بات بل کی نہیں "شریعت" کی ہے جسے بل"

کی اوثے میں تنازع بنا نے کی لگشش کی جا رہی ہے رہی بات شریعت کی، تراس میں کسی مسلمان کے لیے

کلام کی گنجائش نہیں ہے کہ شریعت کو پارٹیٹ اور دستور پر بہر حال بالادستی حاصل ہے۔ پاکستان

ایک اسلامی نظریاتی ریاست ہے جس کا سرکاری مذہب اسلام ہے اور جس کی دستوری پالیسیوں

کا سرچیڑہ وہ قرار داد معاcond ہے جو واضح طور پر جدا کی حاکیت مطلقاً کی صافت دیتی ہے۔ اسی پیغام

ان دو دستوری بنیادوں کی موجودگی میں یہ تصور کر دیا گی کہ کسی دفعہ اور قرآن و ملت کے کسی حکم میں تعارض

کے وقت دستور کو بالادستی حاصل ہو گی نہ صرف مسلمان

### پارٹیٹ اور دستور

روضائیں ان اخبارات میں نایاں اور غلیظیش جگہ پاتے ہیں جگہ حمایت میں آنے والے بیانات و مضامین کو کسی ایک ایڈیشن میں غیر نایاں جگہ ملتی ہے جس کی وجہ سے عام کو دروزہ طرف کا موقف اور دلائل برابر طبع پر معلوم کرنے کا موقع نہیں ملتا اور شرعاً اور کے باسے میں عام میں شکرک و شبہات اور تمذبب کی فضاقاً ملک رکھنے کی پالیسی میں قومی اخبارات یا ان کو کنٹرول کرنے والی لایل کسی حد تک کا سایاب رہتی ہے۔

③ شریعت بل کی حمایت کرنے والی لایلوں میں ایکی ربط و نظم کا خداں ہے اور وہ اپنے موقف کو سائنسیف امداز میں رائے عام تک صحیح طور پر پہنچانے میں کامیاب نہیں ہیں جس کی وجہ سے ان کا موقف معقول اور مفظعیت بونے کے باوجود داشش دراوہ تعلیم یافتہ طبقوں کے ذہنوں کے دروازوں پر دستک نہیں فے پاتا اور شکرک و خدشا کا ماحول بدستور قائم رہتا ہے۔

اس لپی منتظر میں ان شبہات پر ایک نظر ڈالت مناسب معلوم ہوتا ہے جو قومی اخبارات میں شائع ہونے والے بعض بیانات میں ظاہر کیے گئے ہیں، شلائی کہ:

● پارٹیٹ اور دستور پر "شریعت بل" کو بالادستی دے دی گئی ہے جس سے آئین کی بالادستی اور پارٹیٹ کی خود منماری بجروج ہو گی۔

● قانون سازی کے اختیارات عدالتی کو دے دیے گئے ہیں۔

کے مستقل حصے کی حیثیت سے شامل کریا گیا ہے اور ہر گاہ کذکو قرارداد مقاصد کے اغراض کو بروئے کار لانے کے لیے ضروری ہے کہ شریعت کے فی المفہ نفاذ کو لینی بنایا جائے لہذا حب ذلی قانون بنایا جاتا ہے۔

اس یے اگر دستور اور پارلیمنٹ پر شریعت کی بالادستی (معاذ اللہ) قابل اعتراض ہے تو اس کی ذرداری اس شریعت بل پر عائد نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ پسلے سے موجود ہے اور ۱۹۴۳ء کے دس تک حب ذلی محدث ضیاء الدین مرحوم کی ترمیم کیتی قبول کرنے والے تمام مناظر اس بالادستی کو تسلیم کرنے اور اس کا احترام کرنے کے بہرحال پابند ہیں۔

یہ بات بھی بعض ایک مغالطہ کے سوا مچھہ نہیں کہ شریعت بل میں عدالت کی اوقاف نوں سازی کو قانون سازی کے اختیارات فی دیے گئے ہیں کیونکہ شریعت بل میں عدالت کے

- عدالتیں شریعت کے مطالبی مقداد کا فصل کریں۔
- شریعت پاکستان کا اعلیٰ ترین قانون ہو گی۔
- شریعت کی تشریع و تفسیر کرتے وقت قرآن و سنت کی تشریع و تفسیر کے سلسلہ اصول و قاعدہ کی پابندی کی جائے گی۔

اب اس میں دیکھیں کہ عدالت کی اوقاف نوں کو قانون سازی کا حق کیا سے مل گیا ہے؟ بلکہ وہ تو پابند ہیں کہ مقدمات کا فیصلہ شریعت کے مطابق کریں اور شریعت کے توہین قرآن و سنت اور فقر اسلامی کی صورت میں پسلے سے موجود ہیں۔ اب اگر کوئی مددات کی زیر سماحت مقدم

کے عقیدہ و ایمان کے منافی ہے بلکہ خود دستور کی نظر میں بنیادوں سے مصادم ہے۔ اسی طرح پارلیمنٹ کی خود مختاری کا یہ تصور کردہ شریعت کی حدود اور قرآن و سنت کے احکامات کے دائرہ سے بالاتر بر کرت قانون سازی کا حق رکھتی ہے یورپی جمیوریوں میں قریب بات تسلیم کی جاسکتی ہے گر اسلامی جمیوریہ کا کتنا لی پارلیمنٹ کے باسے میں اس آزادی کی کوئی گنجائش موجود نہیں ہے۔ اس نظر میں اسلامی علک میں دستور اور پارلیمنٹ کو شریعت کے دائرہ کا پابند کرنا ہی پڑے گا ورنہ اسے اسلامی جمیوری پاکستان کئے کا کوئی جواز باقی نہیں رہ جاتا۔

پھر دستور اور پارلیمنٹ پر شریعت کی بالادستی "شریعت بل" نے عطا نہیں کی بلکہ یہ بالادستی قرارداد اور مقاصد کے ذریعہ حاصل ہوئی ہے جو پاکستان کی پہلی دستور ساز اسلامی میں پاس ہوئی تھی اور جسے حب ذلی محدث ضیاء الدین مرحوم نے موجودہ دستور کا باقاعدہ اور واجب اتحمل حصہ قرار دیا تھا۔

پارلیمنٹ اور دستور پر شریعت کی بالادستی دستے والی "قرارداد مقاصد" کو منتظر دستور ساز اسلامی نے کیا تھا اور اسے دستور کا باقاعدہ حصہ پر ہم کو کہ کے بخشنے ہوئے اختیارات کے تحت جناب محمد ضیاء الدین مرحوم نے قرار دیا تھا: "شریعت بل" یا "نفاذ شریعت ایکٹ" نے تو صرف اپنے جواز کے لیے اس کا حوالہ دیا ہے۔ چنانچہ "نفاذ شریعت ایکٹ" کا آغاز ہی ان الفاظ سے ہوتا ہے کہ:

"ہر گاہ کہ قرارداد مقاصد کو جو کہ پاکستان میں شریعت کو بالادستی عطا کرتی ہے دستور اسلامی جمیوری پاکستان ۱۹۴۳ء"

و فخر بر اشتی (ب) میں شریعت کی تشریع و تعبیر کے طریق کارکے صحن میں دستور کی دفعہ، شیخ ۲۷ شیخ (۱) کا واضح طریق حوالہ دیا گیا ہے جس میں پہلے لاد میں اب تیسع کے یہ ان کے حقیقی مسئلہ کے ربطی قرآن و سنت کی تعبیر و تشریع کا حق تسلیم کیا گیا ہے اور اسے شریعت بل میں بھی جوں کا وہ برقرار رکھا گیا ہے اس یہ یہ وادیلا بھی حقائق پر مبنی نہیں ہے۔

**طلایت**

بعض حلقات اس پروپگنڈہ میں صورت ہیں کہ "شریعت بل" کے نفاذ سے "مطلوبہ" کی اجازہ داری میں غاب ہو جائیگا اور "طلایت" کی اجازہ داری قائم ہوگی۔ یہ بات بھی حقیقت کے بر عکس ہے کیونکہ "شریعت بل" میں فرمان و سنت کے وہ نین کے نفاذ اور شریعت کی تعبیر و تشریع کے تمام اختیارات اعلیٰ عدالتوں کو سوپ دیے گئے ہیں جوکہ عدالتوں میں سے صرف وفاقی شرعی عدالت اور پرمکونہ کو رکھے شریعت اپلیٹ بیچ میں علم کی نمائندگی شاہزادی حیثیت سے موجود ہے۔ باقی عدالت ہائے عالیہ اور عدالت علنی میں ملکہ کرام سرے سے موجود ہی نہیں ہیں۔ قرآن و سنت کی تعبیر و تشریع کے استحقاق پر علماء کرام اگر طلاقابتے تربیات قابل فہم بھی ہیں کیونکہ جن جن صحابان نے قرآن و سنت کا باضابطہ علم حاصل ہیں کیا اسیں قرآن و سنت کی تعبیر و تشریع میں تیس تیس سال اگر قرآن و حدیث اور فرقہ کی تدریسی خدمات سراجیم فتنے والے جید علماء پر ترجیح دینا کسی بھی طرح قرین قیاس نہیں ہے بلکہ علماء کرام کا ایثار اور نفاذ اسلام کے ساتھ انکی والماز و ایشی کا اخداد ہے کہ وہ اپنے اس جائز حق سے عدالتوں کے حق میں دستبردار ہو گئے ہیں اور انہوں نے شریعت بل کے ذریعے صرف تعبیر و تشریع کے سلسلہ قواعد کی پابندی کی خلوا لگا کر بحق بھی نجح صحابان کے پیرو کردیا ہے اور بلا فہم اس مرحلہ میں ملکہ کرام نے اس روایتی کمانی والی ماں کا کردار ادا کیا اپنے کیا ہے جس میں ایک مخصوص پچھے کی دعیدار دماؤں کے دریت

کا فیصلہ قرآن و سنت کو سامنے رکھ کر کرنی ہے تو اس نے قانون وضع تو نہیں کیا۔ قانون پسے سے موجود ہے۔ عدالت نے صرف اس کا اطلاق کیا ہے اور اس کی تعبیر و تشریع کی ہے۔ کوئی بیان قانون وضع کرنے اور کسی پسے سے موجود قانون کی تعبیر و تشریع کر کے ایک وقوع پر اس کا اطلاق کرنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور یہ فرق ایسا نہیں ہے اغتراف کرنے والے حضرات مجھتے نہ ہوں بلکہ اس کے باوجود سلسلہ مخالف الطیبیا جاری ہے۔ "شریعت بل" نے کوئی نئی قیامت نہیں ڈھانٹی بلکہ عدالت کو قوانین کی تعبیر و تشریع کے دہی اختیارات دے دیں جو دنیا کے برستور اور بر قانونی نظام میں عدالتوں کو حاصل ہیں اس یہ اس پروادیلا کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

**شریعت بل**

شریعت بل کے ذریعہ فرقہ داریت کے اور فرقہ داریت فروع کا بھی وادیلا کی جاری ہے حالانکہ عالم شریعت بل کے سینٹ سے منظور ہو جاتے کے بعد ملک میں فرقہ دار امام اہلکی میں اضافہ ہو گا کیونکہ مذہبی معاذ پر بولنا فضل ارجمند صاحب، سولہ ماشہ احمد فرازی، پروفیسر ساجدہ سیر اور بولہما عبد اللہ استاذ حان نیازی کی جائیں جو اس سے قبل "شریعت بل" کی مخالفت میں پیش پیش کھیں اب اسکی حمایت کر دی ہیں اور اب انسنة والجامعة کے میزوں مکاتب فکر دینہ بندی، بریلوی اور احمدیت کا کوئی قابل ذکر حلقة ایسا نہیں ہے جو شریعت بل کا اب مخالف ہو۔ اس یہ یہ کی حقیقت کے بر عکس ہے کہ شریعت بل فرقہ دارانہ شخصیت میں اضافہ کا باعث ہو گا اب اب تیسع کے بعد انہما پسند حلقوں کی طرف سے مخالفت کی آواریں انہوں میں بلکہ وہ بھی بل کے مندرجات سے اور طیح دافتہ نہ ہونے کی وجہ سے ہیں کیونکہ شریعت بل کی

اس پر مگنیٹ سے کہ مسٹر دکر کے شریعت بل کی حمایت کا اعلان کر دیا ہے اور وہ خواتین میں مغربی لایبریوں کے ذہریلے پر اپنی داد کے اذار کے لیے سلسیل برگرم مل میں ہیں۔

### حکومت کا طرزِ عمل در منطقہ پاپی شریعت بل کی مخالفت میں اُٹھنے

وال آواز ان کا ایک نظر جائزہ لینے کے بعد یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں حکومتی حلقوں کے طرزِ عمل پر کمچھ تباہ ڈال ل جائے ہا کہ کے دینی صلقوں اس کی روشنی میں اپنے جدوجہد کا دائرہ اور رونق متفقین کر سکیں۔

جب تک شریعت بل کا سودہ سینٹ کی مختف

لکھیوں میں زیر بحث رہا حکومت کی دیپی کا عالم یہ تھا کہ دو دفاتری وزرا، وزیر قانون اور وزیر نہ ہی امور ان کیلئیوں میں شامل ہونے کے باوجود ان سے لاتعلق ہے۔ ایک دو ابدلسوں کے سوا وہ کسی میٹنگ میں شرکیں نہیں ہرنے۔ شامہ انکا خیال تھا کہ شریعت بل نے منظور تو ہر نامیں اس میں وقت صاف کرنے سے کیا فائدہ جسی کہ منظوری کے آخوندی مصلحت میں وفاqi دزیر قانون خدا اپنی بتوڑ کردہ تراجم کو ایران میں پیش کرنے کے لیے موجود نہیں تھے جس کی وجہ سے ان کی تراجم مسٹر دکر گئیں مگر سینٹ میں شریعت بل کی متفقہ منظوری نے حکومتی حلقوں کا اضطراب انگیز حریت سے دوچار کر دیا اور ایک دو دن کی سکتنا خاموشی کے بعد وفاتی وزراء نے وہی سردار اپنا مژروح کر دیا جو شریعت بل کے مخالفین کی طرف سے ایک مرد سے الپا جا رہا ہے اور اس طرح حکومت کا نقطہ منفرد واضح ہو گی کہ وہ سینٹ میں شریعت بل کی منظوری پر بے حد مضر بہے اور یہ اضطراب اسکی آئندہ ہالیسی کے رونق کو واضح کر دیا ہے۔ اس لیے یہ بات سمجھا پچھے مشکل نہیں ہے کہ حکومت قوی اسکی میں شریعت بل کی منظوری کو رد کرنے کے لیے ہر ٹکن ذریعہ اختیار کرے گی۔

بچے کو دوڑکڑے کر کے تقسیم کرنے کی بات کی گئی تب پچھے کی حقیقتی ہاں نے مقصود پچھے کی زندگی کی خاطر اپنے دعوے سے مقابلہ کر دیا کہ سرتیل ماں کے حوالے کر دیا کہ اس طرح پچھے دوڑکڑے سمنے سے تریجے جائے گا۔ بالکل اسی طرح علماء کرام نے اپنا جائز اور مطلق استحقاق چھوڑ کر ایثار اور قربانی کا جو مطلب ہے کیا ہے وہ نفاذ اسلام کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے اور اگر اس کے باوجود کوئی شخص یہ کتا ہے کہ شریعت بل کے نفاذ سے ملاؤں کی اجراء داری قائم ہو گئی تو اس کی اس بات کو کم عقلی یا عناد کے علاوہ اور کوئی عنوان نہیں دیا جاسکتا۔

**خواتین** شریعت بل کے حوالے سے خواتین میں کے حقوق غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ اس شریعت بل کے ذریعہ عورتوں کے حقوق فصب ہو جائیں گے اور ان کی حیثیت کم ہو جائے گی حالانکہ شریعت بل کے پورے سودہ میں خواتین کے حوالے سے ثابت یا منع کرنے ایک وفعہ ایسی موجہ نہیں ہے اور نہ ہی اعتراض کرنے والے طبق شریعت بل کی کسی ایک وفعہ کی نشاندہی کر سکے ہیں جو ان کے بقول خواتین کے حقوق کے منافی ہے اس اصول طور پر نام ملکی معاملات پر قانون و مہنت کے احکام کی بالدوں کی بات شریعت بل میں ضرور کی گئی ہے اور اس باسے میں کلام کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ خواتین کی عزیز احترام اور حقوق و مخواہات کا تحفظ جو شریعت اسلامیہ میں کیا گیا ہے اسکی کسی اور نظام میں شال نہیں ملتی۔ اس حقیقت کو بر سلان تسلیم کرتا ہے سولنے ان چند مغرب زدہ خواتین کے جن کے ہاتھ عورتوں کے حقوق کا تصور ہے کہ پاکستان میں مغربی طرز کے معاشروں کے فروع میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور بے پر دل جنسی اناکی اور اخلاقی باغھی کی تمام معمول ادا جا دوں کہ پاکستان میں رائج ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ سنبھالہ خواتین کی جیشتر تنقیبوں نے چند مغرب زدہ عورتوں کے

طلب کی جائے تاکہ مدت گذرا جانے کی وجہ سے اے ایران میں پیش کرنے کی نوبت ہی نہ کئے تھیں اس حکومت کا حواب موجود ہے کہ بحث اجلاس ختم ہو جانے کے بعد اپوزیشن ارکان اسکلی کی طرف سے ریکووٹین پر مقرر و مدت کے اندر اسکلی کا اجلاس کا مطابق کیا جائے۔ اس مدت میں حکومت شریعت بل کو قومی اسکلی میں زیر بحث لانے کی پابندی برقرار کی۔

● قومی اسکلی میں بل کے پیش ہو جانے کے بعد حکومت کا پاس اے ناکام بنانے کا دوسرا حریص ہو گا کہ اسیں تراجم پیش کرائی جائیں تاکہ یہ سینٹ میں ویسیں جائے اور اس عمل میں اتنی ست مردی سے کام لیا جائے کہ سینٹ کے نصف ارکان کے دوبارہ انتخاب کا مرحلہ آجائے۔ اس وقت صورت حال یہ کہ سینٹ میں آئی ہے۔ آئی کی غایب اکثریت ہے اور اسی اکثریت کی وجہ سے ہی شریعت بل پاس ہو اپنے جگہ مارچ ۹۱ء میں سینٹ کے نصف ارکان کی رکنیت ختم ہو رہی ہے اور انکی جگہ نے ارکان منتخب ہوئے گے جن میں خالہ ہر ہے کہ مندوہ اور مدد سے پیلے پارٹی کی اکثریت ہو گی اور بخیاب اور علوچتائی سے بھی پی۔ پی تحریر کچھ نشانیں فرو رحماتیں کرے گی جس سے سینٹ کی موجودہ شکل برقرار نہیں ہے گی اور سینٹ کے پاس کردہ شریعت بل کو سینٹ میں ہی مسترد کرنے یا اس میں مانی تراجم کے ذریعے اسکا حلیر بگاڑنے کی راہ آسان ہو جائیگی۔ اسیلے دوستی حکومت کے پاس شریعت بل کو ناکام بنانے کا واحد اور لٹھاہر کا میاب حریص ہی ہے کہ تراجم پیش کر کے اس وقت تک موخر کیلئے جائے جب تک کہ سینٹ میں پیلے پارٹی کو دفعہ پوزیشن حاصل نہیں ہو جاتی اور بھپر اس کے بعد اس کے ساتھ حب متشاہد کر کے لئے اس شریعت کے خلاف سے نجات حاصل کر لی جائے۔

ہمارا خیال یہ ہے کہ دنیا قی حکومت قومی اسکلی میں واضح اکثریت رکھنے کے باوجود شریعت بل کو مسترد کرنے کا راستہ اختیار نہیں کرے گی کیونکہ اس سے اسکا کی بدنامی کے علاوہ یختلاہ بھی ہو گا کہ سینٹ کی طرف سے پارٹی کے

اس مسلم میں حکومت کی موقعیت پالیسی پر نظردا لانے سے پہلے اس طریقی کا رکذہ سن میں رکھنا ضروری ہے جس سے گز کریے "شریعت بل" ملک میں باضال طرف افغان کی شکل اختیار کر سکے گا۔ آئینی ماہرین کے سلطان "شریعت بل" سینٹ میں پیش ہونا ضروری ہے۔ اگر کسی وجہ سے اس مدت کے دوران شریعت بل قومی اسکلی کے اینڈسے میں شامل نہ ہو تو نہ ہو جائیں ترجمی بل جو غافل شریعت ہی اسکے باسے میں تھا۔ ۹۰ دن کے اندر قومی اسکلی میں پیش نہ ہو سکنے کی وجہ سے ختم ہو چکا ہے۔

اگر اس دوران شریعت بل قومی اسکلی کے اینڈسے میں آگی تو قومی اسکلی اسی مدت کے دوران اے منظور یا مسترد کرنے کے علاوہ اس میں تراجم بھی تحریر کر سکتی ہے۔

قومی اسکلی میں شریعت بل مسترد ہونے کی صورت میں سینٹ کی طرف سے پارٹی کی ترجمی قومی اسکلی اور سینٹ کا مشترک اجلاس بلانے کا مطابق کیا جاسکتا ہے اور پھر مشترک اجلاس میں بل کو منظور یا مسترد کر نیکا فیصلہ ہو گا جبکہ تراجم کی صورت میں بل کا سودہ دوبارہ سینٹ میں جانے کا اور سینٹ از سرف اس پر غور کرے گا۔ اس صورت حال میں شریعت بل سے نتیجے کے لیے حکومتی حلقوں کی پیسی کا جو نتیجہ سامنے آتا ہے وہ کچھ اس طرح بتا ہے۔

● حکومت کی سیلی کوشش یہ ہو گی کہ شریعت بل قومی اسکلی میں مقررہ مدت کے اندر پیش نہ ہونے پائے تاکہ یہ بھی ذمیں آئینی تراجم بل کی طرح اپنی صورت آپ مرطابے اس کی عملی صورت یہ ہو گی کہ قومی اسکلی کے بحث اجلاس کے دوران تراس میں بحث کے سوا اور کسی مسئلہ پر بحث نہیں ہو سکتی۔ بحث اجلاس جوں کے آخوند جاری رہے گا۔ اس کے بعد قومی اسکلی کا اگلا اجلاس اس مدت کے گزر جانے کے بعد (جو اراکست کو پوری ہو رہی ہے)

کے باوجود اس میں تراجمم کی گنجائش موجود ہے اور اگر اس سترہ کو مزید بہتر بنانے کے لیے تجدیز ہیں تو ان کے اہمیت سے انکار نہیں مگر انہیں تراجمم کی صورت میں پیش کرنا انتہا پر خطر راست ہے جس پر چلنے کا "رسک" نفاذ شریعت سے دل چسپی رکھنے والے کسی بھی طبقہ کو نہیں لینا چاہیے۔ قانون میں تراجمم اس کی منظوری کے بعد عجیب ہو سکتی ہے اور اس کی گزوری کو دور کرنے کے لیے نیا مسودہ قانون بھی پیش ہو سکتا ہے۔ اس لیے اس وقت یہ مسودہ جیسا بھی ہے اسے اسی صورت میں قوی اسلحی یا پارٹیٹ کے شرکت کا اجلاس سے منظور کرنے کی جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے درز پورا و پیر وصول کرنے کی صند میں بارہ آنے کے وصولی کا امکان بھی کھو میھیں گے اور سینت سے ایک وفع منظور ہو جانے کے بعد شرعیتے بلے<sup>۱</sup> دوبارہ حکومتی چاولوں کی بھینٹ پڑھانے کی بد نامی اور رو سیاہی الگ حصے میں آئے گی۔

اس لیے ملک بھر کے دینی و سیاسی ملکوں سے ہماری ملخصانہ گذارش ہے کہ وہ اس صورتِ حال کا سنبھیگ کے ساتھ جائز ہیں اور شرعیتے بلے "کو حکومتی چاول اور تائیری حربوں سے بچا کر اسے قوی اسلحی سے منظور کرنے کے لئے ملک جدوجہد کریں۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر دینی حلقوے اس مقصد کے لیے عوامی دباؤ منظم کرنے میں کامیاب ہو گئے اور تراجمم کے حوالے سے حزبِ اختلاف کی کوئی جماعت حکومتی چاول کا شکار نہ ہوئی تو

### "شرعیتے بلے"

کو مقررہ مدت کے اندر قوی اسلحی سے منظور کرنے کے سوا حکومت کے پاس کوئی چارہ کا رہنمیں ہے گا اور پاکستان کے قیام کے ۲۴ مال بعد ہم شرعیت کو ملک کا "سپریم لام" قرار دینے میں کامیاب ہو سکیں گے۔

مشترک اجلاس کے سطابر کی محورت میں گزر مسندہ حزبِ اختلاف نے "شرعیتے بلے" کی حیات کا فیصلہ کریا تو قوی اسلحی اور سینت کے مشترک اجلاس میں مسندہ حزبِ اختلاف کا لکھتی کی وجہ سے "شرعیتے بلے" کے پاس ہونے کے امکانات بڑھ چاہیں گے۔ اس یہ حکومت مسندہ کرنے کی بجائے تراجمم کا راستہ اختیار کرے گی اور تراجمم پیش کرنے میں بھی حکومت کی ترجیحات یہ ہوں گی کہ تراجمم حزبِ اختلاف کی جامعتوں کی طرف سے آئیں تاکہ بل کی متطوری میں تاخیر کے ساتھ ساتھ یہ تاًثر بھی نہیں ہے۔ اپوزیشن کے ملکوں میں بھی اسکے تنازعہ ہے اور حکومت اس تاخیر کا اپوزیشن کے کھاتے میں ڈال کر خود بدنامی سے بچ سکے اور اگر اپوزیشن کی جمیعنی کی طرف سے تراجمم نہ آئیں تو حکومت آخزی حربے کے طور پر اپنے قدر سے تراجمم پیش کرنے کی تاکہ مسئلہ کو چھپتے تاں کراچی ۹۱ دسمبر کیا جا سکے۔

اس پس مظفر میں حزبِ اختلاف سے تعلق رکھنے والی مذہبی اور سیاسی جامعتوں سے ہم انتہائی ادب کے ساتھ یہ گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ وہ حکومت کے اس "دام بندگ" سے بوسٹا رہیں۔ بعض ذردار حضرات کی ملت سے یہ نہیہ سانے آیا ہے کہ وہ قوی اسلحی میں شرعیتے بل زیر بحث آنے کے بعد اس میں تراجمم پیش کریں گے۔ ان حضرات کے خواص اور شرعیتے بل کو زیادہ بہتر بنانے کے جذبے سے انکار نہیں بلکن تراجمم پیش کرنے کا فائدہ حکومت کو ہرگا اور وہ اس طرح شرعیتے بل "کو حزبِ اختلاف کے ملکوں میں تنازع عطا ہر کرنے کے ملادہ سلطوبہ تاخیر حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہو جائے گی جس کے بعد بات تراجمم پیش کرنے والے بزرگوں کے ہاتھ سے نکل جائے گی اور وہ "شرعیتے بل" کو قوی اسلحی یا پارٹیٹ کے مشترک اجلاس میں منظور کرنے کے آخری چاٹ سے بھی ہاتھ دھو میھیں گے۔

"شرعیتے بل" کا یہ مسودہ بحث و تمحیں اور اسلام تراجمم کے طویل مرحلے سے گزر کر سانے آیا ہے اس

## اُقْلِيْمِیْتُول کی مشکایت

پر کوئی وقایت نہ دی جائے۔“  
اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ جہاں تک  
پرنسپل لاد کا نفلت ہے شریعت بل کی دفعہ اکی شریعت م  
میں اس امر کی واضح طور پر صراحت کردی گئی ہے کہ  
۱۰ اس (بل) میں شامل کسی امر کا اطلاق  
غیر مسلموں کے شخصی قوانین پر منسوب ہو گا۔“  
اس یہے اس صحن میں کسی اعلیٰ ارض کی کوئی گنجائش میں  
ہے البتہ تمام شرعی قوانین سے غیر مسلموں کو مستثنیٰ فرار  
دیئے کا مطالبہ درسے لفظوں میں ہر غیر مسلم اقلیت کے لیے  
مستقل اور متوازی پلک لاد کے نفاذ کا مطالبہ ہے جسے  
نہ تو قبل کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی وہ عقل وال انصاف  
کے کسی اصول پر پورا ارتقا ہے۔ باقی امریٰ امین پر شریعت  
کی بالادستی کی بات تو غیر مسلموں کے سرچنے کی بات  
نہیں اور نہ ہی انہیں یہ حق دیا جا سکتا ہے کہ وہ اس قسم  
کے گواہ کن مشروء دے کر مسلمانوں کے مذہبی امور میں  
مدخلت کریں اور انہیں گواہ کرنے کی کوشش کریں۔

ہم یہ گذارشات مکمل کر کچے تھے کہ شاپنگ رہ لابو  
سے ماہسراہ "الذہبی" کے مدیر مکرم جناب محمد اسلم رانا  
کی طرف سے جو سعیت کے مابرادر اقلیتیوں کے جائز  
حقوق کے تحفظ کے ملبردار ہیں ایک مسیحی ماہسراہ شادا۔“  
میں شائع شدہ مضمون کی نظر کا پی ہمیں مرصل ہر قبیل مصیح  
میں شریعت بل“ کے خلاف ایک بی بی متید کے بعد یہ مطالبہ  
کیا گیا ہے کہ

اگر اس بل کی منظوری ناگزیر ہی ہو جائے  
 تو کم از کم اقلیتیوں خصوصاً مسیحیوں کو دیکھ  
 شرعی آرڈی فس سعیت شریعت بل سے  
 مستثنیٰ فرار دیا جائے اور ان کے تمام تر  
 فتحی، اذہبی اور سماجی مسائل علیٰ قوانین  
 اور ان کے پرنسپل لاز کے مطابق حل کیے  
 جائیں اور شریعت بل کو ملن عزیز کے امین

## الشريعة اکيده می کے زیر یہاں مضمون لوگوں کا پہلا سہ ماہی انعامی مقابلہ

جزوان، ”کیا اسلامی قوانین انسانی حقوق سے متعارض ہیں؟“  
تابدی میں مرد و بیویوں کے ملداہ حصے سے ٹکتے ہیں۔ اب انتہا و ابہام کے کسی بھی کتب لگر سے جعل  
رکھنے والا درس کتاب علم تم درس کی درست سے پانچ طالب ہونے کا تحریری قصدیں کے ساتھ مضمون بخوبی یہ  
مضمون الشریعۃ کے بعد نہ اٹھ مخفات پرنسپل ہر جذباتیت اور خاندانی سے گزیر کرنے ہوئے منطق و استدلال کے  
ساتھ پانچ مرقت کا اقرار کیا گیا ہر اور جو جزوی تکمیل اکيده می کو مرصل ہو جائے۔  
پہنچنے سردم سردم سردم، حافظ مقصود الحمد ایام لے اور پر فیض حافظ عبید اللہ عابد پرنسپل برہش اذل، ددم او  
رم کے لئے مسلمان کا مسلمان کا اور بزرگ کا فضل آخری ہو گا۔

اول آئندہ ولی مضمون پر دوسرے پے کتب اور ایک سال کے لیے اہنام الشریعۃ، ددم آئندہ ولی مضمون  
پر دوسرے پے کتب اور ایک سال کے لیے اہنام الشریعۃ، سرم آئندہ ولی مضمون پر ایک سردار پے ک  
لکتب اور ایک سال کے لیے، اہنام الشریعۃ بطور افعام جاری کیا جائے گا اور تمیل مسلمان اہنام  
الشریعۃ میں شائع کئے جائیں گے اٹھ، دہن، عزیز۔



۲۴۳



لکھت احمد، لکھن، عزیز، دہن، اٹھ، دہن، عزیز

نشرہ مکتبہ حسینیۃ  
تبلیغ و ارشاد اکاگرہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تَعَالٰی اہلہ مارالذٰہبٰ تَعَالٰی اہلہ لَوْرٰ

تحفیت و مطالعہ

## عیسائی دینیوں کی نظریہ الام

سیدھے سادے چند الحاظ میں  
عیسائی نظریہ الام [عیسائی نظریہ الام] ہے کہ  
عیسائی علم کی بیٹی جس کتاب کرتول کرے دہ الاماں، محدث  
ستند، خدا کا کلام اور دارِ بخات ہے۔ بابل کی مخصوصی کی  
کتابیں اسی طرح مسیحی علم کی منتوف کوںوں کہیں گوں اور عکس  
نے پاس کی تھیں اور یہ انتخاب بھی کوئی حتمی شے اور یعنی امر نہیں  
اذ لیق نشزی نسلزا ایسی جوں کا ذکر کر کے لکھتے ہیں۔ ہم بھی  
ان سے آغاں ای اختلاف کرنے کی پوری شیئیں میں ہیں۔

(CHRISTIANS ANSWER MUSLIMS BY

GERHARD NEHLS: 1980, P. 118)

یعنی فی زیاد بھی سمجھی علم، کی کوئی کوشش بابل کی کسی کتاب کو  
غیر مستند قرار دینے اور اس مجروم سے نکال باہر کرنے کا اختیار  
رکھتی ہے۔ چند آراء، پیش خدمت ہیں۔

”ارکس کے خلاف اپنے فوشنوں کے الام اور مجربے  
کے متعلق بالکل آزاد راست رکھتے۔ وہ محدث یوحنہ کے مکاشف  
(بابل کی آخری کتاب، امل) کے الاماں ہونے سے بخوبی  
وختراً بابل کے صحیفوں پر اپنی ہی تیز کے مطابق حکم لگاتا  
تھا۔ پچھا نجی دہ مقدس۔ یعقوب کے خط“ کے حق میں کہتا  
کہ وہ تو ”کوڈا یا بھروسہ“ ہے کیونکہ یہ خط اس کے اس خالی  
کاراں فقط ایمان کے ذریعے سے راست باز ٹھہرتا ہے  
اختلاف کرایا گوا معلوم ہوتا تھا۔ اس کے نزدیک بابل کے  
تمام صحیفے یکساں قدر قیمت نہیں رکھتے پر وہ کوئی ریت  
کروہ سب سے افضل بھتاتھا۔ اگرچہ اس کے بعض لامیں  
کی تکریپیں کوئے سے بھی نہیں محبتی۔ (بابل کا الام صفت  
ڈاکٹر جی پٹریس سانکھڑی دی دی مطبوعہ ۱۹۵۲ء، ۱۸، ۱۸)

یہ دینی نظریت کے تمام ہیئتیں میں علماء یہود کی ایک

کنشت اور پرجوش عیسائی مبلغ پادری برکت اے خان  
ایک ریاضیڈ سکول ہا سٹریٹ ہیں۔ دوران خازمت سے ہی  
بیکھنی سرگرمیوں میں دل چیزیں لے رہے ہیں۔ ان کی اکٹرڈ بیٹری  
تھماری کے خاطبین مسلمان ہوتے ہیں۔ چند برس پیشتر نہیں  
اعزاںی طور پر پادری بنادیا گیا۔ رسم تقدیس سیاکٹریٹ چیاون  
کے قدیم دینی اور خلصہ صورت ہو ہی طرزی کی تھیڈرل ہائی گریجا  
گھر میں منعقد ہوئی۔ راقم بھی اس تقریب میں شامل تھا۔

مزفر جریدہ الشریعۃ پاٹ اپریل ۱۹۹۰ء (صفحہ ۳)  
کام اول) میں حافظ محمد مارحان نامنے پادری ذکر کی  
کتاب ”اصول تنزیل الکتاب“ (صفحات ۴، ۵، ۶، ۷) کے مدد ویل  
الخطاط نقل کیے ہیں۔ ”آسمان پر الاماں کی بول کی موجودگی  
اور ان کی آیات کے لفظ مبنی کسی خاص زبان میں نہیں  
کا جو مصیہ الی اسلام کے دینیان مردوج ہے۔ کہ یہ تو  
کے صفات کے متعلق نہ یہودیوں میں اور نہ سیمیوں میں الیسا  
عہدید کبھی مردوج ہوا ہے۔“

میسا یہوں کی کتاب محدث، بابل، رون کی تھیڈرک  
میسا یہوں کے نزدیک ۲، اور دی پادری صاحب کے اپریل  
مرقد کے ۶۶ کتابوں پر مشتمل ہے۔ تماز عزیز کتابوں کو  
اپنے کریمہ کرتے ہیں۔ بابل کی اکٹرڈ بیٹری کتابوں کے مصنفوں  
میں دیناں مکالمہ تھامہ اور مخاطبین کا تھیڈن کچھ پڑے ہمیں یہ بکتا ہوں  
کے مند جات اور تاریخ کی مدد سے اذمیرے میں کچھ تیر  
پلاٹے جاتے ہیں۔

معزز پادری صاحب کی جانے بلکہ سلمازوں کے نظر میں  
الام پر چلا کرتے کرتے انہوں نے یہ دیوں کے نزدیک اپنا تھا جو کہ  
مکھی کھانی تر رات کا نزول ہی نہیں مانتے بلکہ اس کے بھی قائل  
ہیں کہ اپنے پاک روشنی زمین گھنٹے اس کی تلاوت کیا کرتا تھا۔  
یاد رہے کہ تر رات یہودی کتب مقدار (عیسائی باہل)  
کے پیشہ حصہ اکی اصل الاصول ہے۔ یہ دیوں کا سرمایہ افخار  
ہے ان کی نزدگی ہے۔ شریعت یوسفی اسے ہی کہا جاتا ہے  
اس کے اصل اور اذکرین مانتے والے یہودی ہیں عیسائیوں  
کی تر رات سے دل پیشی اور اس کا تقدیس بعض زبانی جیسے  
خرچ ایک ہی محدود ہے۔ عیسائی اس پر ہزار لعنت  
بھیجتے ہیں (لکھیں ۱۳:۲) موجودہ عیسائیت (در اصل  
پرستی) کی تو تعمیری تر رات کے قبرستان میں ہوئی ہے۔  
یہودی تر رات کی منت اور الام باعثے جو لطیری ہی چاہیے  
کہ عیسائیوں کو اسے جیخ کرنے اور ان پر اپنے نظر میں گھونٹنے  
کا کیا حق حاصل ہے؟

### عیسائی اور لفظی الام

یہودیوں کی تعلیمیں کہ جسیکہ  
عیسائی اور لفظی الام | عیسائی بھی لفظی الام کا  
عقیدہ رکھتے تھے۔ ڈاکٹر سماستہ کے الفاظ میں ہم نے  
بھی باہل کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے۔ ہم بھی قریباً اس کے حقیقی  
میں بھی یہی سب باتیں کہ گزرے ہیں۔ ہم مونی اور من اور پوری  
کے واسطے وہ حقوق طلب کرتے ہیں جو شاید بھی ان کے دلہم  
خیال میں بھی نہیں آئے تھے۔ شاید ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان  
باقلوں کو ان سے بہتر سمجھتے ہیں مگر اس مفترم کے باطل توجہات  
کے ذریعے ہم نے اس کتاب کو فطری حسن و خوبی کو گھنڑا دیا  
ہے اور ہم نے اس کتاب کو اپنی عادات سے دشمنوں کے  
خواں کے بیچ نشانہ دیا ہے کہ مجھے بھی اگر چاہے تو  
اس پر مددانہ عمل کرنے کے لیے میدان ھٹھا پاتا ہے۔ منہ۔  
فارمیں کرام زمٹ دنائیں کہ پادری صاحب کے درجے

کی جی فائدہ رکھی ڈی ص ۹۶) ماقوم الحروف کے محدود سے  
مطالعہ کے مطابق یہودی اپنی کتب مقدار کے مضامین و روا  
الام دفیرہ کے پچھے نہیں پڑتے۔ العبر تورات باعثے ان کا  
نظر خاص ہے۔ ڈاکٹر سماستہ لکھتے ہیں: یہ دیوں کے بل  
(علماء۔ اسلام) وہ یوسفی تحریر دیوں (تورات کی مردوں پا پل  
کتے ہوں۔ اسلام) کی ایسی عزت کرنے لگے کہ آخر کار یہ کہ  
اُنکے کر خدا نے خود آسمان سے یہ کتے ہیں بھی ہر یہ مردمی کے  
حوالہ کی تھیں۔ نہیں بلکہ یہ کتاب ایسی کامل اور ایسی صفات  
سے موصوف تھی کہ خود یہود اور خداۓ قادر اس کے مطالعہ  
میں ہر دو زمین گھنٹے مرن کیا کرتا تھا۔ (ایضاً ص ۵)

مطالعہ باہل کے ایک اہر کی پروفیسر مارون ارونسن  
لکھتے ہیں: ”فیا یاد پرست یہودی فی زمانہ بھی یہی تعلیم دیتے  
ہیں کہ خدا نے کوہ سینا پر بالکل نہیں نہیں ظاہر ہو کر شریعت  
دی اس یہی تر رات کے الفاظ خداۓ ہیں اور سکل طور  
پر تعلیم ہیں: (A LION HAND BOOK : THE WORDS : RELIGIONS : ۱۹۸۲, COL ۲, P ۲۹۲)

پادری گیر ڈر زر تر رات باعثے یہودی عقیدہ بیان کرتے  
ہیں: ”کہ ہر لفظ اور ہر حرف میں مکیان الام ہے“: (الام  
صتنیم پادری کیفیں ڈیمبو ایچ ڈی گرڈر بنی لے سطمرہ ۱۹۵۸ء  
صفحہ ۱۵)

اب قلنیں کرام فاضل پوری  
عفر زیر بائیں: ”جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مرسلی پر ترتیت شریعت  
ایک کتاب کی صورت میں آسمان سے نازل ہوئی تھی ان کی  
یہ بات خدا نمک کتاب مقدس کے اصول امام کے سراہنگا  
ہے کیونکہ آسمان پر پہلے سے ترتیت کی کتاب کی موجودگی کا  
تسلیم کرنے کے بعد ہی اس ترتیت کی کتاب کے بزرگ  
مرسلی پر آسمان سے نزول کا سوال پیدا ہوتا ہے۔

اس کا ایوب پر غصہ بھرنا اس یے کہ اس نے اپنے گپ کر خدا سے زیادہ صادق بھرا یا تھا اور اس کا غصہ تینوں دوستوں پر گئی بھرنا کا اس یے کہ ان کے پاس جواب نہ تھا اور انہوں نے خدا کو مجرم بھرا یا تھا۔ (ایوب: ۳۷ - ۳۸) مولک تھیک اور درجہ باشل۔ کلام مقدس مطبوعہ سوسائٹی آف سینٹ پال (روما ۱۹۵۸ء)

چنانچہ عبادوں کا نظریہ الام کا نظریہ مجید حبود ناپڑا کرو  
باشل کر دو بے یے جاری تھا۔ ڈاکٹر سانحہ بعد حضرت دیک  
لکھ گئے: پاک فشوں (باشل کی کتاب) میں اسلام کے ہر ایک  
طرع کے تفصیل امور میں کامل طور پر بے خطاب ہونے پر اصرار  
کرنا فقط ایک فیض دردی اور بے مندات ہی نہیں ہے  
 بلکہ اس کا مانا الام کے عقیدہ کو سخت معرض خطر میں ڈالت  
ہے۔ بخلاف اتوں... فرانس کے مشہور مصنف اور صحیح البيان  
رسیان کو کسی چیز نے مدد نہ دیا؟ یہی بات کہ الام کے عقیدہ  
سمو رخطا سے بریت کے عقیدہ کے ساتھ جکٹا اہمرا تھا۔  
چارلس برٹلیا کو کسی چیز نے باشل کا دشمن نہ دیا؟ یہ کہا دیک  
جس نے اسے سیقیم ہونے کے لیے تیار کیا اس نے اس  
ذی فہم روکے کے سوالات کو جزوہ الام کے مسئلہ پر کرتا  
بھتا اپنی تنگ خیال کی وجہ سے زبرد توئیج کے ساتھ رد  
کر دیا اور ان کا کچھ تسلی بھیں جواب نہ دیا۔ نافری آپ  
بھی کی لوگوں سے دافت ہوں گے جن کا ایمان اسی قسم  
کی تعلیمات کے سبب سے ناٹھی ہو گیا۔ چند ماہ پر  
خود یہے ذات تجربے میں بھی یہ امر آیا اور میں نے دیکھا  
کہ یہے ایک بڑے گاڑھے درست کے ایمان پر اعتماد  
کی خلط لقیم نے پانی پھر دیا۔

یعنی جائز وہ لوگ باشل کے نادان درست ہیں جو ایمان  
کو اس قسم کے سوالات کے ساتھ وابستہ کر دے ہیں جب  
ذہنی معلوم کی جا سکتی ہیں ایسے اشخاص موجود ہوں جو یہیں

کے تلقی بر مکس ہے نے بودیں اور میاں میں دوسری قوام  
میں لفظی الام کا عقیدہ اُنی کی زبانی ثابت کر دیا ہے۔ اسے  
کہتے ہیں جزوہ جو سر پڑھ لے۔

آئیں میاں میں کے لفظی الام جسے پادری صاحب  
”خداوند کی کتاب مقدس کا اصول الام“ کے نیں تھے کے  
کا اصل ڈاکٹر سانحہ بھی کے قلم سے معلام کریں۔ موصوف نہ کہتے  
ہیں۔ الام کا خال نظر پر دریں اور سیمیں میں ہی محدود  
نہیں ہے۔ قدیم زبانی دروی مصنف بھی اکثر ”الی ہزن  
یا یا خدا سے اٹھائے جانے یا خدا سے الام کیے  
جانے اور بھرنے کے جانے“ کا ذکر کرتے ہیں۔ فوزی مشریعہ شلا  
مک تراشی یا صدری اور شاعری کی یا قت، پیشگوئی کی تقدیر  
عشق و محبت کا جوش اور راہی کا تحریر، یہ سب اسیں انہیں  
کے درتاوں کی طرف مسروب کی جاتی تھیں جو اس وقت  
اس شخص پر قادر پائے ہوئے بھیجے جاتے تھے۔ یہی الغاظ  
اور خیالات الجازیں سیمیں کی مذہبی اصطلاحات میں بھی  
داخل ہو گئے اور لازمی طور پر ابتدائی گھیسیا کے تصورات الام  
پر بھی کسی درجہ تک اپنا اثر ڈالا۔ (مس ۹۵)

یعنی ہمارے یہے میاں نظریہ سمجھنا آسان ہرگی کہ الام  
کے معنی ہیں بودج الحقدس کا نفع یا بھرنکی تاکہ زیادہ بوجمال  
کیفیت یا حالت یا زیادہ گرم جوشی اور گھری محبت پیدا کرنے  
اور خدا کے تھا صد دشتار کا گلہ علم و فہم حاصل ہر بیان دلکھا بیڑ  
کر جن کے استعمال کی الہامی شخص کو اپنے ملکی کام کے سر زبان  
کرنے کے لیے مزدودت کئی زیادہ تیز اور طاقت در کرنے تھے  
اب جس محمد کتب (باشل) کا کوئی سر زبان ہو اس میں  
بیک دلزیب اور ناقابل لیقین دیاں ہائیں لکھی ہوں اس کی کتنی میں  
النزاوی صوابید کی زد میں ہوں انسیں الہامی انتہے نے الکار  
کیا جا رہا ہو ان کتابوں کے لفظی الام کو کون مانتے گا؟ ذرا ایک  
حالہ مطالعہ فرمائیں۔ باشل کی کتاب ایوب میں لکھا ہے:

کرنے کا مطلب کیا ہے؟ (بیسی علم الہی کی تعلیم مصطفیٰ پاری  
وہیں برکات اف دکفت اے بلکہ سلیمان ۹۸۲ ص ۱۳۶)

یاد رکھ کر تو بوسانپ بھی کیا سُر نکل گی؟ جو کچھ تم نے بردا  
ہے روح القدس تمیں بتانا یکوں نہیں ہے؟ (مرقس ۱۰: ۲)

مئیں کے شمارہ میں پادری فنڈر کی سیخوں کی لکھائی ہے۔  
حالاً کہ پادری صاحب پر پیشہ فرود سے مستحق تھے، اپنے کو بغیر  
کی بیٹھ میں تمام خود لکھتے ہیں ہم پر ملائیں گے کیونکہ  
قیمت کی عربان کتب دین کر مانتے ہیں؟ (زیران ۱۰۷ ص ۱۳۲)

ایدھے کو چند حروف بغیر فرمائیج کافی رہیں گے۔

### بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ٹوٹ گئی تو مسلمان بھی دنیا میں ذلیل ہو کر رہ جائیں گے۔  
مقام افسوس ہے کہ اب اسلام کی یہ مرکزیت ایک عورت سے  
ختم ہو چکی ہے جس کے نتیجے میں مسلمان ہر مقام پر ذات کی  
صلوات بن رہے ہیں۔ بیت اللہ شریف کو ارشاد تعالیٰ نے  
انسانوں کی اصلاح، تحمل آنکھی، روحانیت اور علوم پردازی  
کا مرکز بنایا ہے۔ اسی زمین میں پیغمبر اُغراز ماں ملِ اللہ  
علیٰ وسلم کی نشأة ہوئی۔ قرآن کریم یہیں نازل ہوا۔ اسی  
بیت اللہ کو بہشت کے لیے نازدوں کا تبلہ مقرر کیا گی، اے  
محوج و مطرہ کا مرکز بنایا گیا لہذا یہ لوگوں کے قیام کا ذریعہ  
اور ارشاد تعالیٰ کے شعائر میں سے ہے۔ اس کی شرف و حرمت  
قریب قیامت تک قائم رہے گی۔ حدیث شریف میں اتنا ہے  
کہ کچھ حدیث کا مرٹی پڑا گیوں والا ایک نظام انسان اس پر  
حداً اور ہو کر اسے گردے گا اور اس کے بعد جلدی قیامت  
برپا ہو جائے گی۔ اس لیے فرماتے ہیں کہ جب تک  
کعبہ شریف اور دیگر شعائر اللہ کی عزت و حرمت اور مرکزیت  
قام ہے دنیا قائم ہے اور جب یہ زور ہے گی تو دنیا بھی باقی  
نہیں رہے گی۔

کو ایک ذرا سی غلطی کے ثابت ہونے سے باطل کا الہامی ہرنا  
مرد و خاتمہ سے گا جبکہ غلطوں کے صاف صاف معزز کو  
چیخ تان کر دنما ذرا سے اختلافات کو تطبیق دینے کی کوشش  
کی جاتی ہے یا اس کے ملی امور کی متعلقہ باول کر زمانہ حال  
کی تحقیقات اور دریافتیوں سے ملا یا جاتا ہے تو اس سے  
باطل کو کچھ شفع حاصل نہیں ہوتا بلکہ اٹا اس کی جان مذہب  
میں بھیستی ہے۔ ایسی کتابوں کو پڑھ کر خواہ مخواہ یہ خالی  
پیاسا ہو گا کہ کوئی اپاری بخات کا مدار اسرائیلوں کی ادنیٰ علمی قافتی  
کی صحت پر ہے یا یہ کہ ہمارا ذمہب معرض خزم ہے۔  
(صفحات ۱۳۴-۱۳۵)

عیسائی نظرِ العالم کی تشریع کی جا چکی ہے کہ میاں  
علاءِ کو قبول کا مرہون ملت ہے پادری صاحبان جس کے  
کو مناسب بھیں "الہمام" کا سُرپیشیت عنایت فزادیں میں  
صورت یہی ہے باقی سب لفاظی ہے۔ آئیں بائیں شائیں کرنا  
او جنتیں کاشا ہے۔ میاں اتنا از اتجو پھرے ہیں کی  
کوئی مال کا لال عیسائیوں کا سلیم شدہ خداوند کی کتاب مقدس  
کا اصولِ العالم، خداوند کی کتاب مقدس میں سے دھکا کے گا؟  
صاحب! سچے سجادے ڈائیک رومن میں بھی خداوند  
کی کتاب مقدس کے اصولِ العالم کی تعریف میں زمین آسمان  
تلابے ملادینا اور بات ہے جبکہ آب دل کی اس بستی رستی  
دنیا میں "خداوند کی کتاب مقدس کے اصولِ العالم" کو بناہما اور  
ثبات کرنا اور بات۔

لگے انھوں میاں بھائی یہ بھی تباہی کا اگر انہوں نے  
نحوتات کی ہے آب دل کی داد دیں میں یونہ دستکے لکھنے  
اور ڈیا کم ڈیا مانتے پہنچنا تھا تو کچھ تشریف اُنہوں کے دل کے  
اتریم سیع خداوند کے اس قول کے دیکھو میں دنیا کے آخریں  
بیشتر تھائے ساتھ ہوں (انجیل سی ایت آخ) اور تیرے  
اقرئم روح القدس خداوند کا نصیحوں کی تعلیم دینے اور رہنمائی

# نسخ و تحریف کے موضوع پر مولانا رحمت بیہروی اور داکٹر فضل کا معرض کرکے الارامشاد

یہ مناظرہ امام الشافعی مولانا رحمت ائمہ کیر اوی ۱۴۰۰ اور نامور عیاسی مناظر پادری داکٹر سی جی فنڈر کے درمیان ۱۲۶۰ حد کے دوران آگرہ میں ہوا۔ مناظرہ اور دو زبان میں ہر اتحاد برداشتیاب نہیں ہو سکا۔ اس کے عربی ترجمہ کر سائنس رکھ کر اسے نئے سرے سے مرتب کیا گیا ہے۔

مناظرہ کے یہ پانچ موضعات طے ہوئے تھے: ۱۔ نسخ ۲۔ تحریف ۳۔ تثییث ۴۔ رسالت بیہروی ۵۔ حقائقیت قرآن

مکھریت دو دوں پہلے دو موضعات پر مناظرہ ہوا اور تمیرے روز پادری فنڈر یا اس کے کسی ساختی کر سائنس آنے کی بہت نہ ہوئی۔ داکٹر دزیر خان مرحوم نے اس مناظرہ میں مولانا کیر اوی کی معادوت کی جو انگریزی کے اعلیٰ تعلیم یافت تھے اور عیاسیت کے موضعات پر خود بھی کایا ب مناظر تھے جبکہ پادری فرنچ اس مناظرہ میں پادری فنڈر کے معادون تھے۔

اپنے اپنی کتاب "میرزاں الحقی" باب اول فصل یوم  
میں دو باتیں لکھی ہیں جو صحیح نہیں ہیں۔

اول۔ نسخ مطبوعہ ۱۸۵۰ء بنیان اردو کے صحفہ ۳۴ پر  
لکھا کہ "قرآن اور مبشرین کا دوہنی ہے کہ جیسے زبر کے  
زوال سے تورات اور انجیل کے زوال سے زور منسوج ہو  
گئی اسی طرح انجیل بھی قرآن کی وجہ سے منسوج برگئی ہے"۔  
دوم۔ صفحہ ۲۶ پر لکھا کہ "کسی مددی کے پاس اس  
دوہنی کی کوئی دلیل نہیں کہ زبر تورات کی ناسخ اور انجیل  
دوہن کی ناسخ ہے"۔

اپنے زبر کے زوال سے تورات کے منسوج ہونے  
کا دعویٰ مطلقاً پر اپنے اسلام کی طرف ضوب کیا ہے۔  
قرآن اور مبشرین میں سے کسی نے بھی ایسا نہیں کہ جلد اس

پہلے دو زمانہ نسخے کے موضع پر شرعاً ہوا اور پادری فنڈر  
نے یہ بحث کا آغاز کیا،

"حااضرین! یہ مباحثہ فاضل مولوی صاحب کی دوسری  
پر مسغد ہے اسے اور میں نے اس کو اپنی کی دوست پر  
قبول کیا ہے درست مجھے اس کا کوئی خاص نامہ معلوم نہیں  
ہوتا۔ میرا راد ہے کہ مذہب سیکی کی حقائقیت کے دہانی  
اہل اسلام کے آگے رکھوں۔ یہ شاملہ نسخ، تحریف، تثییث،  
اثبات بتوت محمد اور حقائقیت قرآن پر ہو گا۔ پہلے تین  
سائل میں بندہ محیب اور مولوی صاحب معتبر من ہوں  
گے اور آخری دو مسائل میں اس کے پر مکس"۔  
یہ کہ کرفنڈر بیٹھ گیا۔ مولانا رحمت ائمہ کھڑے  
ہوئے اور کہا۔

معتبر حرض علی الاوامر والنواہی" مطلب یہ ہے کہ  
قصص و راقعات یا امر و حکمی قطعی (شائعاً یہ کہ اللہ موجود  
ہے ایسا امر حسیہ (شائعاً دن کی رشی اور رات کی رشی  
و غیرہ) میں نسخ نہیں ہو سکتا اور امر و فرماہی میں بھی قابل  
ہے۔ وہ یہ کہ فرمودی ہے کہ ادا مر و فرماہی ایک ایسے حکم  
عمل کے ساتھ متعلق ہوں جس کے وجہ و عدم و دوہن کا  
احوال ہو پس حکم واجب شرعاً یعنی باشد اور حکم مفعول شرعاً ہو  
کہ وغیرہ محل نسخ نہیں اور عمل حکم جو احوال وجہ و عدم و دوہن  
کا رکھتا ہو اس کی بھی وقوفیں ہیں۔ ۱۔ موبدہ نیجی وہ حکمیں  
کے کرنے یا زکرنے کا حکم بہتر کے لیے ہو جیسے مان تقبلوا  
لهم شہادة ابداً (النذر) میں تمہین کی شہادت کی  
ہم قبولیت ای بھی نسخ کا عمل نہیں۔ ۲۔ غیر موبدہ اس کی بھی  
دقیقیں ہیں۔ ۱۔ مرتقت یعنی وہ حکم جس کی مدت انتہا یا  
کروی گئی ہو شرعاً فاعضاً و اصفحاً حتیٰ یا قی ائمہ یا مار  
(سانده) میں غسل کا حکم مرتقت ہے۔ آیا ان اللہ بالامر کے  
ساتھ یہ قسم محل نسخ کا نہیں جب تک کہ مقررہ وقت پڑا  
نہ ہو جائے۔ ۲۔ غیر مرتقت یعنی حکم مطلق یہ محل نسخ کا ہے۔  
اب نسخ کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتے تھے کہ یہ  
حکم ملکوں پر فلاں وقت تک باقی ہے گا پھر نسخ کا  
جائے گا جب وہ وقت آگئی کہ دراصل حکم پسے حکم کے  
مخالف بیجع دیا۔ اس سے پسے حکم کی انتہاء معلوم ہو جائی ہے  
لیکن چونکہ پسے حکم میں اس کے مقررہ وقت کا سیلان نہیں  
تھا لہذا دراصل حکم کے کام جانے پر جاریا نقص ذہن یا خال  
کرنا ہے کہ یہ پسے حکم کی تغیری ہے حالاً کفر المعمتنیتیہ  
یہ تغیر نہیں بلکہ اس کی انتہا کا ظہر ہے۔ اس کی شاہ  
روں سمجھتے کہ الکھلام کو ایک خاص خدمت کرنے کا حکم  
دیا ہے اور اس کے علم میں ہوتا ہے کہ اس سے یہ خدمت  
میں فلاں وقت تک ہوں گا۔ جب وہ مدت گز رجھاتی ہے تو

کے بریکس "تفسیر مزرازی" میں بغیرہ، ۸ کے تحت لکھا ہے  
کہ "ہم نے موسلیٰ کے بعد پے در پے پیغمبر مجیسے مذکور شرعاً  
الیسٹ، ملکیت، سرگیل، داؤد، سیان، اشیاء، ارمیا،  
یرش، عزیز، خرقی ایلہ، زکریا اور عیینہ عزیزہ۔ یہ تقریباً  
چار ہزار سچے اور سب کے سب شرعاً معتبر موسیٰ کے ماتحت  
سچے اور ان کی بعثت سے معقول شرعاً معتبر موسیٰ کے  
احکام کا اجراء کھا جن پر بنی اسرائیل کی سستی کا رکابی اور  
ان میں سے ملکہ سور کی محکملیات کے باعث عمل درآمدہ  
ہو رہا تھا۔"

اور "تفسیر حسینی" میں لکھا ہے (تخت نامہ ۱۹۳)

"ہم نے داؤد کو ایک کتاب دی جس کا نام زرور  
تعالیٰ محمد و شتا پر مخصوص اور احکام و اوامر سے خالی تھی کیونکہ  
داؤد علیٰ السلام شرعاً معتبر موسیٰ ہی کے پیروی تھے۔" اور  
اسی طرح دوسری اسلامی کتب میں لکھا ہے۔

فڈر، آپ انجلیل کو منسخ مانتے ہیں یا نہیں؟

مولانا، ہم انجلیل کو ان معنوں میں منسخ مانتے ہیں جن کا  
ہم ابھی ذکر کریں گے۔ فی الحال صرف یہ ہے کہ آپ نے  
دوہن عبارتیں اپنی کتاب میں غلط لکھی ہیں۔

فڈر، یہ میں نے ان لوگوں سے سُنی ہیں جن کے ساتھ  
محبی بعثت و مباحثہ کااتفاق ہوا ہے۔

مولانا، یہ کیا الفاظ ہے کہ آپ سنی سنانی باتیں قرآن  
او مفسرین کی جانب مذوب کر دیتے ہیں؟ یہ یقیناً غلط  
فڈر، صحیح ہے۔

مولانا، کیا آپ مسلم نوں کے ہاں اصطلاحی نسخ کے  
معنیوں سے رائق ہیں؟

فڈر، بتائیں۔

مولانا، ہمارے زدیک نسخ صرف ادا مر و فرماہی میں ہوتا  
ہے۔ چنانچہ تفسیر معامالت الزہل میں لکھا ہے کہ: النسخ

بائیں پر گز نہ ملیں گی۔” (وقتا ۲۱: ۳۳)

ڈاکٹر وزیر خان صاحب (مولانا کے معاون خصوصی) یہ قول  
نام نہیں ہے بلکہ ان امور کے ساتھ خاص ہے جن کا بیان سچ  
نے اس سے تابیل میں کیا۔

فذر، نہیں مسیح کا قتل عام ہے خاص نہیں۔

ڈاکٹر صاحب: ڈی آئی اور چڑھت کی تفسیر انجلیں تی ۲۲: ۲۵ کے ذیل میں دیجئے۔ لکھا ہے:

”پادری بیرس صاحب کے نزدیک اس سے مراد یہ  
کہ جن امور کی خبر میں نے تمہیں وہی ہے وہ یعنی واقع ہوں  
گے اور دین استайн ہرب نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ اگرچہ  
آسمان اور زمین دوسری اشیاء کی رتبیت تغیر و تبدل کے  
قابل نہیں میں لیکن یہ بھی ایسے حکم نہیں ہے جتنا ان امور  
کا وقوع جن کی میں نے تیس خبر دی ہے یہ دونوں زائل ہر  
جائزی گے لیکن میری بتائی ہوئی بائیں نہیں گی بلکہ جو کچھ میں  
نے تیس ابھی بتا دیا ہے اس سے کچھ بھی ستاد و زیر ہو گا۔“  
فذر: ان دونوں کا قول ہمارے دعویٰ کے منافی نہیں کیونکہ  
وہ یہ نہیں کہ رہے کہ میری انسانی واقعات کی بابت  
جزریاں جائیں گی اور باقی نہ ملیں گی۔

ڈاکٹر صاحب: اس بات کا ذکر کردہ آیت سے کیا تعلق؟

فذر: نہیں! مسیح کا قتل عام ہی ہے۔

ڈاکٹر صاحب: ہم نے اپنے حق میں درگراہ پیش کیے ہیں دا  
آپ ہیں کہ بے دلیل اپنی بات پر اڑے ہوئے ہیں۔

فذر: پڑوس کے پسلے خلوکے باب کی آیت ۲۲ تو یہ  
”کیونکہ قائل تم سے نہیں بلکہ عزیز فانی سے خدا کے  
کلام کے دلیل سے جو زندہ اور قائم ہے نئے سرے سے  
پیدا ہوئے ہو۔“

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کا کلام جمیش قائم ہے  
کا اور مسروخ نہیں ہو گا۔

اُنکے اس کو کوئی دوسری خدمت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یہ  
خادم کے گمان میں تغیر لیکن دراصل اس کی پہلی خدمت  
کی انتہا کا بیان ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ حاکم وقت اہل دربار  
کو گزیں کے موسم میں حکم دیتا ہے کہ وہ صبح کے وقت حاضر  
ہوں اور اس کے اپنے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ میرا حکم  
سردیوں کے آنے تک رہے گا لیکن وہ درباریوں کو بتا لیں  
اس سے اہل دربار سمجھتے ہیں کہ حکم ہمیشہ کہیے ہے۔  
پھر جب سرداریں آجائیں تو حاکم وقت اہل دربار کو کسی  
اور وقت میں آنے کا حکم دیتا ہے۔ درباریوں کے خیال  
میں یہ پسلے حکم کی تغیر لیکن حاکم کے سطحی حکم سالوں کی انتہا  
کا بیان ہے۔ پس اہل اسلام کے ہاں فتح اصطلاحی ایک  
ایسے حکم ملی کی تدریج انتہا کے بیان کر کتے ہیں جو وجود عدم  
دونوں کا مسئلہ ہو اور ہمارے خیال میں وہ جمیش کہیے ہو۔  
(حالانکہ دراصل ایسا نہ ہو)۔

فذر: اس لحاظ سے تمہارے نزدیک انجلیں کا کون حاکم  
مسروخ ہے؟

مولانا: شش حصہ طلاق کا حکم۔ انجلیں میں ہے کہ ملاقات دینا  
حرام ہے حالانکہ ہمارے نزدیک جائز ہے۔

فذر: کیا تمہارے نزدیک ساری انجلیں مسروخ نہیں؟  
مولانا: نہیں! کیونکہ انجلیں مرقس میں لکھا ہے:

”ملے اسرائیل نہن خداوند ہارا خدا ایک ہما خدا ہے  
اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اسی ساری  
جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت  
رکھ۔ دوسرا یہ ہے کہ تو اپنے ٹوپی سے اپنے برار محبت  
رکھاں سے جا اور کوئی حکم نہیں۔“ (آلیت ۲۹، ۳۱ تا ۳۲) ہمارے  
اہل یہ دونوں حکم باقی ہیں۔

فذر: انجلیں ہرگز مسروخ نہیں ہو سکتی کیونکہ میں نے کہا ہے،  
”آسمان اور زمین مل جائیں گے لیکن میری

فندر، میں نے یہ بات دیاں تھیں ہے۔ یہاں پر مریٰ بحث  
صرف انجلیل میں ہے۔

ڈاکٹر احمد اسحاق: حواریوں نے اپنے زمانے میں تورات کے  
چار احکام (بتوں کی قربانیوں، خون، گلا کھوتے ہوئے جائز)  
اور زنا کی حرمت (کے علاوہ تمام احکام مسروخ قرار دیے  
جتھے یعنی صرف چار احکام باقی رہے تھے حالانکہ اب صرف  
زنا کی حرمت باقی رہ گئی ہے۔ باقی تینی چیزوں تو اب کپ  
کے نزدیک حلال ہیں۔ کیا یہ انجلیل میں منسخ نہیں؟

فندر: اس اشارہ کی حرمت ہماسے نزدیک مختلف فہری ہے۔  
بعض کے نزدیک مسروخ ہیں اور بعض کے نزدیک نہیں۔

لیکن بتوں کی قربانیوں کو ہم اب تک حرام کتے ہیں۔  
مولانا رحمت اللہ: آپ کو دو نہیں ہے کہ آپ بتوں کی قربانی  
کو حرام کیں کیونکہ آپ کے مقدوس بزرگ پوسن نے کہا:  
”نبی مسلم ہے بلکہ خداوند یوسف عیسیٰ میں مجھے  
یقین ہے کہ کوئی چیز بذاتِ حرام نہیں بلکن جو اس  
کو حرام سمجھتا ہے اس کے لیے حرام ہے۔“  
(درود مولیٰ ۱۳: ۱۲)

اوہ رکتا ہے کہ  
”پاک لوگوں کے لیے سب چیزوں پاک ہیں مگر گناہ ارادہ  
اور بے ایمان لوگوں کے لیے کچھ بھی پاک نہیں۔ (طفس ۱۵: ۱۵)“  
فندر: (حیران ہو کر) ہمارے بعض علماء نے ان آیات  
کے پیش نظر ان اشارہ کی علت کا فتویٰ دیا ہے۔

مولانا: عیسیٰ نے حواریوں کو پہلے یہ حکم دیا:  
”عیز و ملوں کی طرف نہ جائنا اور سلہر دیں کے کسی  
شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوائی  
بھیڑوں کی طرف جانا۔“ (متی ۵-۶)

اوہ رکتا  
”میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوائی بھیڑوں

مولانا رحمت اللہ اپنے عمدنا مرک کتاب سیعیاہ میں کہی  
یہیں لکھا ہے:

”اُن کھاں سُر رجھا جاتی ہے بھول کلاتا ہے پرہاڑ  
خدا کا کلام اب تک قائم ہے،“ (۸۰: ۳۰)

اگر اس قول سے عدم نسخ ہی مراد ہے تو معلوم ہوتا  
ہے کہ تورات کے احکام مسروخ نہیں ہوئے حالانکہ ان میں  
سے کئی احکام شریعت میسوی میں مسروخ ہوئے۔

فندر: ہمان تورات منسوخ ہے لیکن ہم تورات کی بات نہیں کرتے  
مولانا: بھی ہمارا مقصود ہے کہ پیلس کا کلام بھی وہی فہم  
رکھتا ہے جو سیعیاہ کا اور حب سیعیاہ کے قول سے عدم نسخ  
مراد نہیں تا پیلس کے قول سے کیسے ہو سکتا ہے؟

فندر: میں نے پیلس کا قول نہ کے قول پر نقل کیا ہے  
”دلیل ہماری سیعیاہ کا قول ہی ہے (یعنی یہ کہ مریٰ باقی ہرگز نہ  
نہیں گی)۔“

مولانا: ہم پہلے دلیل دے چکے ہیں کہ وہ قول منسوخ ہے  
تاہم ”زنٹنے“ سے مراد کبھی عدم نسخ نہیں ہے۔ انجلیل  
مس ۱۸: ۵ یوں ہے:

”میں تم سے پچ کتا ہوں کہ جب تک آسمان  
اور زمین میں زخمیں ایک نقطہ یا ایک شریش  
قریت سے ہرگز نہ ہے گا جب تک سب  
کچھ پورا نہ ہو جائے۔“

اگر زمین سے عدم نسخ ہی مراد ہے تو تورات کے  
احکام کیوں مسروخ ہوئے؟

فندر: ہم تورات کی بات نہیں کرتے۔  
ڈاکٹر وزیر خاں صاحب: آپ قریت کی بات کریں زکریٰ  
ہمارے نزدیک دروز عمدنا میں برآ جیں۔ نیز آپ نے اپنی  
کتاب میرزان الحق باب اول فصل دوم میں لکھا ہے کہ انجلیل  
اوہ مقدم قدیم ہرگز مسروخ نہیں، تو سکتے۔

قدرت کا بطلان لازم آئے گا اور خدا کا انسانی بادشاہ کی طرح  
ناقص العقل اور عدم الحسن بونا لازم آئے گا حالانکہ صفات  
اللہ نہیں بکر انسانی ہیں۔

دوم اگر یہ مان لیا جائے کہ خدا کا معقولی حکم من  
قرآن میں پایا جاتا ہے تو لازم ہے کہ کوئی خدا نے پسے جان بوجہ  
کران کرنا نقص اور بے فائدہ چیز دی اور یہ ذات  
باری تعالیٰ کی نسبت خال ہے۔

اپ نے کہنے کر تو کہ دیا یعنی مسلمانوں کے اصطلاحی  
نشانے کے پیش نظر، اعتراضات وارد نہیں ہو سکتے البتہ  
پس پر یہ اذام ضرور وارد ہوتا ہے کیونکہ اس نے کہا  
”پھر حکم مکروہ اور بے فائدہ ہونے کے  
سبب سے منسخ ہو گیا۔“ (عبرانیوں، ۱۵:)

اوہ کہتا ہے کہ،

اگر پیغمبر نے الحقیقی ہوتا تو دوسرے کے  
لیے موقع نہ ڈھونڈا جاتا... جب اس نے  
نیا عہد کیا تو پہلے کہ پڑانا کھہرا یا۔ جو چیز زبانی  
اور مدت کی ہو جاتی ہے وہ شش کے قریب

ہوتی ہے۔ (عبرانیوں ۸: ۱۲-۸)

ان آیات میں پس نے تورات کو ضعیف، بے فائدہ  
عیوب دار اور مشتبہ کے قریب پانی و بردیدہ بتایا ہے۔  
فذر نے کوئی جواب نہ دیا۔

مولانا، میرزاں الحنفی کے یہ چند صفحات جو آپ نے  
نشانے کے درمیں لکھے ہیں یہ واجب الاغواج ہیں کیونکہ ان  
میں مذکور امور کو غلط طور پر ہماری طرف ضرب  
کیا گی ہے۔

پانچ فرنچ، (فذر کا معادن خصوصی) ہم نے کہ شہ  
من ذرا میں کہا تھا کہ تورات کے احکام اس پر منسخ  
ہونے کے ان کی حیثیت سیچ کے مقابلہ میں سائے کی سی قسمی

کے سو اور کسی کے لیے نہیں بھیجا گا۔“ (۱۵: ۷۳)

یعنی اپنی بورت کر مدد و قرار دیا تکنیں بعد میں حکم دیا کہ:  
”وَمَنْ قَاتَمْ دِيَنَ مِنْ مُجَاهِرْ سَارِيْ خُلُقَ كَمْ تَلَقَّنْ  
أَجْهَلَ كَمْ سَارِيْ كَرَدَ“ (مرقس ۱۶: ۱۵)

فذر: مان لیکن یہاں سیکھ خود اپنے قول کا ناسخ ہے۔  
مولانا: اس قدر قربانت ہرگیسا کہ سیچ کے کلام میں نسخ حاذ  
ہے اور اس نے خود اپنے قول کو منسخ کیا۔ ہم کہتے  
ہیں آسمانی باپ زیادہ قادر ہے کہ اپنے کلام کو منسخ  
کرے کیونکہ اجہل میں قول سیچ ہے کہ باپ مجھ سے بڑا  
ہے۔ (یوحننا ۱۳: ۲۸) اور یہ بھی یہ کہتے ہیں کہ آسمانی  
باپ نے اپنے کلام کو منسخ کیا ہے کہ حضرت محمد نے بتا  
خود اور باقی آپ کا استدلال سیچ کے اس قول سے کہ  
”میری باتیں ہرگز نہ ملیں گی“ تو ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہ  
قول خاص ہے تیز نہ ملٹے“ سے عدم نسخ مراد نہیں۔ اب  
اگر آپ ابیات دین تو ایک اور خدش کی وفاہت بھی  
کر دوں جو آپ کے ایک قول کے بارے میں میرے ذہن  
میں موجود ہے۔

فذر: فرمائیں۔

مولانا: آپ نے اپنی کتاب میرزاں الحنفی باب اول فصل ۴۹  
میں لکھا ہے کہ:

اجہل اور عتیق کی کتابوں میں نسخ کا دعاوی دو و جھوں  
سے بالمل ہے۔ اول۔ اگر نسخ کے فلسفہ کرمان لیا جائے  
تو لازم آئے گا کہ اولاد ہذانے اپنے غلن کے مطابق ترا را  
کے ذریعے ایک اچھا داعلی حکم دیا تکن وہ اچھا ثابت  
نہ رہا تراس سے افضل زبور میں دیا تکن وہ بھی اچھا ثابت  
نہ ہو تو اس سے بھی افضل اجہل میں دیا۔ اس کا حال بھی  
پھلوں جیسا ہوا تو قرآن میں اس سے اعلیٰ و افضل حکم دیا۔  
اور اگر یہ مان لیا جائے تو العیاذ بالله العالیٰ کی گفت

اس یے سیکھ نا سخ بہوت ہے۔ اس وجہ سے غلط ہے کہ سس کی آمد سے قبل یعنی کچھ احکام مسروخ ہوئے ہیں۔ فریغ، شلاً کون سا حکم؟

ڈاکٹر صاحب: شلاً ذرع کرنا منوع تھا (اخبار باب) لیکن پھر جائز ہو گیا (استاد: ۱۵-۱۲: ۲۰-۲۲) اور مفسر بورن نے اپنی تفسیر مطبوعہ ۱۸۲۲ جلد اول ص ۶۹ پر اقرار کیا ہے کہ حکم مسروخ ہوا ہے اور تفریغ کی ہے کہ اس کا شیخ مصہر سے خود ع او فلسطین میں دخول کے دریاں چالیس سال میں وقوع پذیر ہوا۔

فریغ۔ خاموشی صامت۔

ڈاکٹر صاحب: تعالیٰ ہم نے اسکا بن شیخ پر بحث کی ہے اور انہیں وقوع شیخ پر ہم اثبات رسات مجھ کے موقع پر بحث کریں گے۔ ان الحال فتحداں اسکا بن شیخ کر شاید کیا ہے جس کا پادری صاحب اُنے بالمردم اور پادری فتحدا صاحب نے بالخصوص سرزاں الہتی میں انکار کیا ہے۔ فتنہ، ہاں ہماں سے زدیک بھی اسکا وقوع میں فوق ہے۔

اس پر شیخ کی بحث مکمل اور تحریف کی بحث شروع ہو گئی۔

## تحریف کی بحث

کہ آپ کے زدیک تحریف کسی کر کتے ہیں تاکہ ہم اس کے مطابق ثبوت ملتا کریں۔ فتنہ نے کوئی واضح جواب نہ دیا تو لانا نہ کی۔ کیا آپ کا عقیدہ ہے کہ پیدائش کی کتاب سے کہ مکاشفہ کی کتاب تک ہر ایک لفظ اور جملہ الہامی ہے؟

فتنہ: ہم برخلاف کے باسے میں کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ جیسی کتاب کی مخطوطیوں کا اعتراف ہے۔

مولانا: میں سوچ کتاب سے قطع نظر کرتا ہوں۔ درستے الفاظ کے باسے میں بتائیے!

ان کا شیخ مناسب تھا کیونکہ سس نے ان کی تخلیل کی البتہ دشہارت جو شیخ کے حق میں ہیں غیر مسروخ ہیں، کیونکہ انہیں ملکہ ہے:

"کیونکہ شریعت میں میں آندہ کی اچھی چیزوں کا عکس ہے اور ان چیزوں کی اصلی صورت نہیں ان ایک طرح کی تربانیوں سے جو ہر سال بلانا غرگزار فی جاتی ہیں پاس لئے والوں کو ہرگز کامل نہ کر سکتی درہ ان کا گذرا تنا مرقوف نہ ہو جاتا؟ کیونکہ جب عبادت کرنے والے ایک بار پاک ہو جاتے تو پھر ان کا دل انہیں گناہ کا رہنمہ رکتا بلکہ وہ تربانیاں سال بسال گناہوں کو یاد دلاتی ہیں کیونکہ ملکن نہیں کہ بیلوں اور بکریوں کا خون گناہوں کو دوڑ کر سے استدھر دہ دنیا میں آتے وقت کتا ہے کرتے تربانی اور نذر کر پسند نہ کی بلکہ میرے لیے ایک بدن تیار کیا۔ پوری سوچتی تربانی اور گناہ کی تربانیوں سے تو خوش نہ ہوا۔"

(عبرانیوں: ۱۰: ۱-۶)

یعنی خدا شریعت پر امنی نہ تھا بلکہ شریعت صرف سیخ کی طرف اشارہ اور رہنمایی ہے اور اس کی آمد پر ان کی تخلیل ہرگئی۔ پھر کسی سے پہلے کی کتب میں سیخ کی حالت اشارہ پایا جاتا ہے اس یہ سیکاں کا نامش ہو سکتا ہے لیکن انہیں میں کسی کی جانب ایسا کوئی اشارہ نہیں پایا جاتا لہذا انہیں کا نامش کون ہو سکتا ہے؟

ڈاکٹر روز رخان صاحب: آپ نے یہ حکما ہے کہ کتب عمد علمی میں سیخ کی بابت اشارہ دشہارت پائی جاتی ہے

۱۔ پادری جسے پڑیں اسم تھے لکھتے ہیں: "دہ (پورس) یہ کتاب ہے کہ شریعت صرف ایک محدود وقت کے لیے تھی اس کا کام محض وکریں کوئی کوئی کی باہم شاہست یکیستہ تیار کرنا تھا۔ (حیات و خطوط پرنس مطبوعہ ۱۹۵۲ ص ۸۳-۸۴)

ساقطہ مناظرہ میں کیا تھا وہ جبٹن اور ارمینیس کے زمانہ میں عبرانی ویرانی اور دیگر نشوون میں موجود تھیں اگرچہ آج کل ان میں نہیں پائی جاتی خصوصاً وہ عبارت جس کے باریہ کی کتاب میں ذکر ہے نکاد عویٰ جبٹن نے کیا تھا اور جسیں اور ٹوکر کریب نے لکھا ہے کہ جب پیوس نے اپنے پسے خط کے باب م کی آیت بنزرا لکھی تراں کے خیال میں یہ بشارت موجود تھی:

اور مفسر ہرمن اپنی تفسیر مطبوعہ ۱۸۲۲ جلد ۳ ص ۲۷

پر لکھتا ہے کہ :

"جبٹن نظرِ لیفڑ کے ساقطہ مقابلہ میں عویٰ کیا کہ فدا نے لوگوں کو کیا تھا،" عیدِ قسم کا کھانا ہوا سے بخات و ہندہ خدا کا کھانا ہے۔ پس اگر تم نے خدا کو اس کے کھانے سے انفل سمجھا اور اس پر امیان لے آئے تو زمین دیرانہ ہے کہ اور اگر تم نے اس کی بات نہ سنی تو عجزِ قسم میں تم سے استہزا کریں گی اور تم خود اس کا سبب ہو گے اور والی طبقے کے لئے کہا ہے کہ یہ عبارت غالباً تحریر ۲۲: ۶ اور ۲۱: ۶ در میان کی کمی اور ٹوکرایی کلارک نے جبٹن کی تصدیق کی ہے۔ پس ان تمام عبارات سے ظاہر ہے کہ جبٹن یہودیوں کو تحریر کا فرم گرداننا تھا اور ارمینیس، کریب، سریجسیس والی طبقے، اسی کلارک اور والش دیگروں اس کی تصدیق کرتے ہیں اور یہ عبارات اس وقت عبرانی ویرانی نشوون میں موجود تھیں لیکن آج نہیں ہیں یا تو جبٹن اپنے دعویٰ میں سچا ہے یا جھوٹا۔ اگر سچا ہے تو تحریر کا اثاثہ ہوتا ہے اور اگر جھوٹا ہے تو ایک بڑا عیانی عالم اپنی طرف سے عبارات اخراج کر کے ان کا کتب مقدسر کا جزو قرار دیا ہے۔

فذر جبٹن ایک ہی آدمی ہے اور وہ بھول گیا تھا۔ مولانا: ہزری وا سکاث کی تفسیر جلد اول میں قصرِ ترجمہ کے سینٹ آگسٹن (مشور عیانی عالم فلسفی) ایشوریں

قدڑا، ہم الفاظ کے بلے میں کچھ نہیں کر سکتے۔

مولانا: یوں بیس فرشتے نے اپنی تاریخ کے باب ۱۸۱

میں کہا ہے کہ عیانی عالم "جبٹن شہید نے طریفہ یہودی کے ساقطہ مناظرہ میں چند بشارات ذکر کے دعویٰ یہی ہے کہ یہود دن تے ان کا کتب مقدسر سے ساقطہ کر دیا ہے۔

اور مفسرِ اللہ نے اپنی تفسیر جلد سوم ص ۲۲ میں لکھا "اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ عبارات جن کے کتب مقدسر سے استقاط کا دعویٰ جبٹن نے طریفہ کے

شہ عصرِ حاضر کے ایک عیانی مصنفت کے قلم سے اس کا اعتراض ملاحظہ فرمائیے: "جوں جوں زمانہ گز تاگ پرانے عہد نامہ کی پیشین گریوں کا مجموعہ بڑھتا گیا یا یہ مک کر بعض اوقات ان کے سچے پر اطلاق میں تجاوز کر گیا۔" یہ سلطین شہید کا طریفہ یہودی سے مکالہ اور "یہودیوں کے خلاف شہادت" اس قسم کے تجاوز کی شاییں ہیں۔ جب کیسا میسا زیادہ تر وہ تاریخیں دارے شریک ہونے لگے تو شہادتیں ترجیح مبتدا و تپنی تھیں اور بعض اوقات یہ ترجیح عبرانی سے نہیں مذاہٹ دہ یہودی جن کی طرف ان شہادتوں کا اشارہ تھا یہ جو اب دیا کرتے ہے کہ یہ ترجیح عبرانی سے بڑا ہے مخالف ہے۔ (طریفہ نے یہ سلطین کو یہی کہا تھا) لیکن یونانی مسکی یہ کہا کرتے تھے کہ وہ پیشین گریوں جو سچے کی آمد کے باسے ہیں ہیں ان میں یہود دن تے دیدہ دو انتہ رکوب دل کر دیا ہے۔ ۱۔ "طروحِ سیجیت" مصنفہ الیف۔ الیف بر دس ایم اے ڈی ڈی مترجم لے ڈی خلیل بی اے بی ای مطبوعہ ۱۹۸۶ ص ۸۱-۸۲ شائع کردہ سیکی اشاعت خانہ لاہور (۱۹۸۰)۔ ناصر

ہی کل نہیں سُنستے تو اگر مردوں میں سے کوئی جی اٹھے تو اس کی بھی زمانیں کے۔"

ڈاکٹر ذیرخان صاحب تھعب ہے کہ آپ اسی کتاب سے استدلال کر رہے ہیں جس کی صحت و عدم صحت پر بحث ہو رہی ہے۔ جب تک اس کا کوئی فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ اس کتاب سے آپ کا استدلال درست نہیں ہے ہتا ہم آپ نے جو آیات ذکر کی ہیں ان سے صرف اسی تدریشت ہوتا ہے کہ یہ لتا ہیں مسیح کے زمان میں موجود تھیں لیکن الفاظ کا ترازو اس سے ثابت نہیں ہوتا۔ اس کی تائید بیلے نے اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۵۰ اللہن قسم سوم باب ششم میں کی ہے اور بیلے کی کتاب کو آپ نے اپنی کتاب "حل الاشکال" میں مستند شد کیا ہے۔

فندہ: اس تمام پر بیلے کی بات نہیں مانتتے  
مولانا حجت اللہ: اگر تم بیلے کی بات نہیں مانتتے تو تم  
تماری نہیں مانتتے۔ ہم تو بیلے کی بھی مانتتے ہیں۔  
ڈاکٹر صاحب۔ یعقوب کے عام خط باب ۵ آیت

" میں ہے :  
تم نے ایوب کے مبرکا حال قرناہی ہے اور  
خداوند کی طرف سے جو اس کا انجام ہوا اسے کبھی  
معلوم کر لیا :

اس آیت میں ایوب کی کتاب کے حق میں شمار دی گئی ہے لیکن اس کے باوجود ایل کتاب میں بھی  
قہرگزار ہے کہ یہ ایوب نام کا کوئی شخص تھا بھی یہ  
شخص ایک کمانی ہی ہے۔ مشہور یہودی عالم بیان دیز

سلے پادری جی۔ مل۔ میں لکھتے ہیں، مصنف کے ۲۳  
میں اول یہ بات جاننی ضروری ہے کہ آیا یہ کتاب حصہ ایسا تھا  
پیش کرتا ہے یاد رکھ رہے یا کچھ ایسی مشیت (ایا ایک صوراً

پر تحریف کا الزام لگاتا تھا کہ انہوں نے عربی لشکر میں تحریف کی ہے اور جبور علماء کی بھی کہتے ہیں اور ان کا اتفاق ہے کہ یہ تحریف نسٹہ میں کی گئی ہے۔

فندہ: ہر سی دلائل کے کتنے سے کیا ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ بھی کئی مفسرین ہیں۔  
مولانا: انہوں نے اپنی نہیں جبور علماء کی رائے بھی بیان کی ہے۔

فندہ: سیکنڈ کتب علم علیٰ کے حق میں شہادت دی ہے اور اس کی شہادت سے بڑی کوئی شہادت نہیں۔  
چنانچہ انجیل برخا ۵: ۳۶ یوں ہے

"اگر تم موسیٰ کا یقین کرتے تو میرا بھی یقین کرتے  
اس یہے کہ اس نے یہ سے حق میں لکھا اور انجیل رقا

۲۴: ۲۴ یوں ہے:  
"چھر مرحبا سے اور سب بیویوں سے شروع کر کے  
سب نوشتوں میں جتنی باتیں اس کے حق میں لکھی ہوئی ہیں  
وہ ان کو سمجھا دیں" اور انجیل رقا

اور انجیل رقا ۱۶: ۳۱ یوں ہے:  
"اس نے اس سے کہا کہ جب وہ موسیٰ اور بیویوں

لے پادری طالب الدین لکھتے ہیں۔ وہ (یونی) ایک  
کو گزر لگا رکھتے تھے کیونکہ ان کی ان رسوات سے  
اتفاق نہیں کرتا تھا جو انہوں نے اور ان کے آباء اجداد  
نے کلام الہی پر اضافہ کر دی تھیں یہ (حیات ایک مطبوعہ  
۱۹۲۲ ص ۱۵۲) ایک درجے سیائی عالم بے مطابق  
بسی اور اس کے شاگرد براہ راست پر میوہوں کو کہتے  
متقدسر میں تحریف کے ملزم گردانتے تھے۔ (التزادۃ  
تالیعہ و غایا تھا۔ ترجیہ سیل سیما میں دیہ پیغمبیر حادس  
۱۹۸۲ مطبوعہ پروردت ص ۲۸) نام

پس سب پیش ابرام سے داؤ دنک چودہ پیش  
ہر میں اور داؤ سے لے کر گرفتار ہو کر باہل جانے تک  
چودہ پیش بوسی ॥ (ابنیل متی ۱: ۱۶) ان آیات میں  
دعا ہے کہ گرفتار ہو کر باہل جانے سے لے کر چودہ  
چودہ پیش ہیں حالانکہ ذکر صرف تیرہ کا ہے۔

فذر: کیا ایسا قام نسخوں میں ہے؟  
ڈاکٹر صاحب: سب نسخوں میں ہے یا نہیں ہمیں علم نہیں  
لیکن یہ بہر حال غلطی ہے۔

فذر: غلطی اور چیز ہے اور تحریف اور!  
ڈاکٹر صاحب: اگر ابنیل المائی ہے تو اس میں غلطی کیسی؟  
لازماً یہ تحریف کا نتیجہ ہے اور اگر المائی نہیں ہے تو؟  
فذر: تحریف تب ہی ثابت ہو گی جب ایک آیت کا  
قدم نسخہ میں فقدان یاد ہو دہوڑا

جدید میں وجود یافتہ ان۔  
ڈاکٹر صاحب: یو خدا کے پلے خلکے بائیک آیات، سہ  
کوئی پیش کیا ہے

فذر: ہاں یہاں تحریف ہوئے ہوئے ہے اور اسے  
طرح ایک سے دو اور جگہوں میں۔ جب جو سستھنے یعنی  
تو اس نے پادری فرنچ سے پوچھا کہ یہ کیا کہ رہا ہے۔ تو  
پادری فرنچ نے جواب دیا کہ ان لوگوں نے ہوراں وغیرہ  
کی کتابوں سے سات آنھے جگہوں میں تحریف کا اقرار  
درکھایا ہے۔

پادری فرنچ: پادری کی فذر عجمی چھو سات جگہوں میں تحریف

لے ان آیات کو کریں، شوز، آدم کلارک، آکشن اور  
ہورن نے الحاقی قرار دیا ہے یعنی یہ بعد میں داخل کی  
گئی تعمیلات الہام الحق ح ۲۵۶ اور فذر  
نے اگلی سطر میں اعتراف کیا ہے۔ نام

اور عیال علماء مذکور، یکاٹیں، سهل، اشک وغیرہ  
اس کو باطل اور فرضی قصر نہیں ہے۔

فذر: ہاکے زدیک یہ اصلی ہے اور اگر سیئی شہادت  
میں داخل ہے تو الہامی بھی ہے۔

ڈاکٹر صاحب: پوس تبلیغیں کے نام پیشے درسے  
خط ۸:۳ میں لکھتا ہے کہ "یاماس" اور "دپراس" نے  
رسنی کی مخالفت کی۔ نامعلوم پولیس نے یہ درخواست  
کہاں سے دیکھئے شاید جعلی کتب سے یہ کوئی قریت  
میں ان کا ذکر نہیں۔

فذر: ہماری بحث جعلی کتبوں میں نہیں ہے۔ میں نے  
سیئی کا قول عمدہ متنی کی کتب کے حق میں نقل کیا ہے جب  
تک ابنیل کی تحریف ثابت نہیں ہو جاتی۔ سیئی کی شہادت  
کافی دوافی ہے۔

مولانا رحمت اللہ: ہم درخواست مددوں کے گھوڑ کی بات  
کرتے ہیں۔ ہاکے زدیک درخواست ایک ہی ہیں۔ اگر  
فرق ہے تو آپ کے زدیک۔ آپ ایک جو، کے حق میں  
درسے جزء سے استدلال ہائے سانے کیوں کرتے  
ہیں۔ سبب تک آپ درخواست مددوں کا مخفف نہ ہونا بات  
نہ کریں تک آپ ان سے ہم پر دلیل نہیں لے سکتے  
فذر: میں نے سیئی کا قول کتب عمدہ متنی کے حق میں نقل  
کیا ہے۔ آپ ابنیل کی تحریف کا اثبات کریں۔

ڈاکٹر دزیر خان: سمجھئے! لکھا ہے:

یقین: حاشیہ: رکھتی ہے کہ حقیقت اور تسلیل (روا)  
کے بیچوں نیچے ہے۔ قدیم کو ایت میں اسے تاریخی  
کتاب تسلیم کیا گیا ہے: (ہماری کتب مقدمة مطبوعہ ۱۹۸۶ء)  
۲۵۹) پادری میں نے صرف ایک لفڑی کا ذکر  
کر کے اس کے حق میں شہادتیں پیش کی ہیں۔ ناصر

مولانا حجت اللہ، آپ نے سات آمُد جگہ تحریف کا اقرار ایک ہے۔ کل ہم پھر اس سائٹ میں اس تحریف کو ثابت کریں گے انشا اللہ لیکن اگر آپ مرید بحث کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو تمین ہاتھی ہماری ماننا پڑیں گی۔

① ہم آپ سے بعض کتابوں کی سند مصلح کا مطالبہ کریں گے وہ آپ کو بیان کرنا ہوگی۔

② جب ہم میانی ملادر کے اقرار کے ساتھ ۵-۴۰ مقامات پر تحریف ثابت کریں گے تو یا آپ ان کو تسلیم کریں گے یا تاویل۔

③ جب تک آپ دو زمین سے کوئی بات اختیار نہ کریں آپ ان کتب سے استدلال نہیں کریں گے۔ فنڈر: مجھے منظور ہے لیکن میں بھی آپ سے کل پڑھوں گا کہ محمدؐ کے زمانہ میں کوئی انخلیل موجود تھا۔  
مولانا: صحیک ہے۔

ڈاکٹر حاصب: اگر احیازت دیں تو مولانا بھی بتا دیں۔  
فنڈر: نہیں اب دیر ہرگز ہے۔ کل سمی۔  
اس پر متنازہ کا سپلاؤن احتتمام کو پہنچا۔

## مناظرہ کا دوسرا دن

پاری فنڈر کھڑا ہوا اور میرزاں امتحنیں لے کر کچھ قرآنی آیات پڑھنے لگا لیکن عبارات کی بے حد غلطیاں کیں۔ مولوی اسدالله صاحب (قاضی القضا)؛ بڑہ نہ رانی ترجیح پر الکتفا کریں۔ عبارات کے بدلت جانے سے عالی می خلل آتا ہے۔

فنڈر: معاف کرنا یہ ہماری زبان کا فقصوں ہے۔ لکھا ہے: "اور کہہ میں ایمان لیا اس کتاب پر جو اللہ نے اُتاری اور مجھے حکم ہے کہ تم تاے دریان اُھا کرو۔ اللہ ہمارا اور تمہارا رب ہے۔ ہمارے یہے

کا دروغ مانتے ہیں۔

مولانا قمر الاسلام (خطیب مرکزی جامع مسجد آگہ) نے "طلع الاخبار" کے ایڈٹر کو کہا کہ فنڈر کا یہ اقرار اخبار میں شائع کر دادور۔

فنڈر: اس لکھواد۔ لیکن تحریف صرف اتنی ہی واقع برداشت ہے اور اس سے کتب مقدسر کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اس اخلاف عبارات کی وجہ سبھو کا تبیین ہے۔

ڈاکٹر: آپ کے بعض نے ڈریھلا کھ اخلافات کا دعویٰ کیا ہے اور بعض نے تیس ہزار کا۔ آپ کس کو مانتے ہیں

فرنڈ: صحیح یہ ہے کہ چالیس ہزار اخلافات ہیں۔

فنڈر: لیکن اس سے کتب مقدسر کو کوئی نقصان نہیں ہوا۔ ایک لمحہ آپ اسی انصاف کریں اور اب بار بستی فیصلہ ہے صاحب سے انصاف کا تعہ مذاکرنے لگا۔

مفتی رائف الدین: جب ایک دشمنی میں کچھ حصہ جعلی ہاتھ ہو گیا ہے تو باقی کا بھی کرفی اعتبار نہیں رہا اور جب اپنے کتب مقدسر کے بعض مقامات پر تحریف کا اقرار کر لتا ہے تو آپ کی کتاب کو کیسے مستہمان لیا جائے۔ اس بات کو تجویزی حاضری سمجھتے ہیں۔ شلانج اتحاد صاحب آپ بھی بتائیں لیکن اسکھ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر مفتی صاحب نے لکھا کہ جب دو مختلف عبارتیں پانی جاتی ہیں تو کیا آپ صحیح عبارت کو تعین کر سکتے ہیں؟

فنڈر: نہیں۔

مفتی صاحب: ایں اسلام کا دعویٰ بھی ہی۔ ہے کہ مرحوم محمد کلام سارا کاسارا کلامِ الہی نہیں اور آپ نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔

فنڈر: مقررہ وقت سے نصف گھنٹہ زامہ ہرگز یا ہے باتی بات کل ہرگل۔

میں کیا ہے کہ اہل کتاب کی نقدیت یا تکذیب نہ کرو (صحیح  
بخاری کتاب المفسر) لیکن ان کی ترات و انجیل مخفی ہیں۔  
فظلار: آپ فی الوقت حدیث سے قطع نظر صرف  
قرآنی آیات پیش کریں۔

مولانا: ان آیات سے یہی دو امور ظاہر ہوتے ہیں  
جن کا ذکر ہم نے ابھی کیا اور آپ نے ان کا اقتضای  
یہ زان الحمق میں کیا ہے۔

فظلار: سدۃ البیت کی ان آیات سے معلوم ہوتا ہے  
کہ آنحضرت سے پہلے تحریف نہ کی گئی تھی۔ اہل کتب میں  
سے کافروں کو اور شرکیں دلیل آجائے سے قبل باز پیش کئے  
اٹھ کا رسول مقدس صحیفتوں کی تلاوت کرتا ہے۔ اسی میں  
صہبتو طکتا ہیں ہیں اور اہل کتاب تعریق بازدہ دلیل آئے سے  
قبل نہ ہوئے۔ (آیت ۱-۴) اور فاضل آل حسن اپنی کتاب  
"الاستفسار" کے صفحہ ۳۸ پر لکھتے ہیں: "لیعنی جب  
تک ان کے پاس بھی مسلم نہ آئے تھے اس وقت تک  
ایک موحد بھی پر اعتماد کر رکھتے تھے اور اس بارے جملہ  
یا تعریق نہ ہوئے تھے لہذا کہا جاسکت ہے کہ تحریف نہ  
بتلی آنحضرت کے بارے میں بشارات کے اندر واقع  
نہ ہوئی تھی۔"

مولانا: ان آیات کا مختار ترجیح جموروں کے نزدیک یہ ہے  
جیسا کہ شاہ عبدال قادر صاحب محدث دہلویؒ نے کہا ہے:  
"نہ تھے اہل کتاب میں سے کافروں اور شرکیں باز آنے والے  
(یعنی اپنے خاپب، بری رسم، فاسد عقائد سے مشلاً)  
یہودیوں کا انکار نہوت عینی اور عیا یہوں کا عقیدہ تسلیت  
وغیرہ) جب تک کہ ان کے پاس دلیل نہ آگئی..... اور ز  
تعریق کی اہل کتاب نے (یعنی اپنے ادیان، بری رسم اور  
فاسد عقائد میں اس طرح کو بعض نے ان کو حمپڑا کر اسلام  
قبول کر لیا اور بعض لبغض و غواص کے باعث قائم ہے)"

ہمارے اعمال کی جزا ہے اور بتائے یہ تھے اے اعمال کی  
ہمارے تھاۓ دریان کو جھوڑا نہیں۔" (سورہ الشوریٰ:  
۱۵) سورۃ عکبرت میں ہے "اہل کتاب کے ساتھ اچھے  
طریقہ ہی سے مجاہد کرو، سولتے ان لوگوں کے جوان ہیں  
سے ظالم ہیں اور کو کرم قرآن اور تماری جانب آنے والی  
کتابوں پر ایمان لائے۔ ہمارا اور تمہارا خدا ایک ہے اور  
ہم اسی کے تابع دعا ہیں۔" (آیت ۳۶) سورۃ المائدہ میں  
ہے: "اچ تھاۓ یہے پاک چیزیں حلال کی جاتی ہیں۔  
اہل کتاب کا کھانا تھاۓ یہے حلال ہے اور تمہارا کھانا  
ان کے ہے۔" (آیت ۵) پھر فضل نے کہا کہ یہ تو معلوم  
ہی ہے کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ کو کہا جاتا ہے اور ان  
کو جو کتاب میں مل دہ تو رات و انجیل ہیں (سورہ آل ہرون  
۲-۳) تو نہ کہ رہ آیات میں کتاب اور اہل کتاب کا ذکر  
ہے۔ معلوم ہو رکہ تو رات و انجیل آنحضرتؐ کے زمانہ میں  
 موجود تھیں اور اہل اسلام نے ان کو تسلیم کر کے اپن  
اور ہمہ را یا اور آنحضرتؐ کے نہد تک ان میں تحریف نہ  
ہوئی تھی۔

مولانا حفت اللہ: ان آیت سے صرف اس قدر  
ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام زمان سابق میں نازل  
ہوا تھا اس پر ایمان لا یا جائے اور ترات و انجیل زمان  
سابق میں نازل ہوئی تھیں اور محمدؐ کے نہد میں موجود  
تھیں لیکن یہ کسی طور سے ثابت نہیں ہوتا کہ زمانہ محمدؐ  
تک ان میں تحریف نہ ہوئی تھی جیکہ اللہ تعالیٰ نے  
قرآن کریم میں مشترک موقع پر اہل کتاب پر تحریف کا الزم  
لگایا ہے۔ تو جیسے ہم قرآن کی رو سے ترات و انجیل  
کے کلام اللہ اور منزل من اللہ ہونے پر یقین رکھتے  
ہیں اسی طرح قرآن ہی کی رو سے ان میں تحریف کے  
وقوع پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف

ڈاکٹر دزیر خان صاحب : قرآن سے صرف یہ ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ پر ایک انجیل نامی کتاب نازل ہوئی تھی اور معلوم نہیں کہ وہ کون سی تھی کیونکہ بہت سی انجیل اس زمانے میں مشورہ تھیں لیے شدہ انجیل بنانا اور انجیل برداشت و اثر اعلم کرنا بین سے رہا ان میں سے کون کسی انجیل سے اسی زمانے میں عیسائی فرقہ مانی کیسے بھی تھا جو ان مشورہ انجیل کے مجموعہ کو تسلیم نہ کرتا تھا اور ایک فرقہ یعنی بھی تھا جو حضرت مسیح کو خدا مانتا تھا۔ شاید یہ ان کی انجیل میں لکھا ہوا اور قرآن میں کہیں سے ثابت نہیں ہو تاکہ احوال کی کتاب خبط طے اور مکاشفہ کی کتاب اس انجیل میں داخل تھیں یا نہیں۔

پادری فرنجی : تم ان کتابوں کو جن میں سچ کا ثابت پیدا کریں ہیں تسلیم نہیں کرتے حالانکہ ردیسے کی کنسٹ ندرج نہیں ہیں تسلیم نہیں کرتے مکاشفہ کے علاوہ باقی کتب کو مستند قرار دیا نے مکاشفہ کی کتاب کے علاوہ باقی کتب کو مستند قرار دیا اور انہیں واجب تسلیم کیا اور ہمارے طبقے معتبر علاوہ شدہ مکاشفہ، اعکس دریاؤس، ٹرولیں، اور بھن وغیرہ نے مکاشفہ کی کتاب کو بھی مستند کہا ہے میں ہمارے ہی ان کتاب کو مستند نہیں ہیں کیونکہ سیاحت پر طبقے فلم اور ملئے ہوئے اور زیادہ تر یہ مذہب مشکلات میں ہی کھرا رہا۔

ڈاکٹر دزیر خان : یہ مکاشفہ کس زمانے میں تھا؟

شہ سیمی بجلد سارہ اسی "ہما" "لکھنؤ" (انڈیا) میں تھا جسے یہ شکریہ ہے کہ مختلف اشخاص نے جعلی اپیس تحریر کر کے ان کے فروغ کی کوشش کی اور سیاحت کے ابتدائی دوسری کئی انجیلیں وجود میں آگئیں" (اکتوبر ۱۹۷۶ء) و ص ۲ کالم ۱۲) ان میں سے کم از کم ایک جعلی انجیل آخریت کے عمدہ میں موجود تھی۔ (رسالہ تحریر انجیل و محت انجیل از پاری دی یورپی ص ۹۔ باہرا)

مگر دلیل آجائے کے بعد (یعنی رسول اللہ اور قرآن کے اجداد کے بعد)۔ اور اسی سورۃ کی پہلی آیت کے حاشیہ میں لکھتے ہیں : حضرت سے پہلے سب دین والے بگڑ گئے تھے۔ ہر ایک اپنی غلطی پر مفرود۔ اب چاہیے کہ کسی حکیم کے یادی یا باوشاہ عادل کے سمجھائے راہ پر آؤں سو ملکن ز تھا جب تک ایسا رسول نہ آؤے عملِ القدر ساتھ کتاب اللہ کے اور حدودی کے کئی بس میں ملک ملک ایمان سے مجرم گئے" انتہی۔ پس ان آیات کا حاصل ہی ہے کہ اب کتاب اور شرکین رسول اللہ کے آنے سے پہلے اپنی گزری رسول سے باز رکٹے تھے اور جس نے آپ کے کنے کے الجہ مخالفت کی تو اس کی وجہ بعض و عناد ہے۔ لہذا آپ کا ان آیات سے مذکور استدلال کرنا سچ نہیں ہے اور فاضل آل حسن کا جواب تیزی ہے جیسا کہ وہ خود لکھتے ہیں ॥ اگر اس استدلال کی صحت تسلیم کر لی جائے تو صرف یہ ثابت ہو گا کہ .... یعنی اول تا آپ کا مز عموم استدلال ہی صحیح نہیں۔ اگر صحیح ہی ہو تو صرف بشاراتِ نبی میں ہی عدم تخلیف تحقیق ہو گی ز کہ ہر صعنی کے، مروضع میں۔ علاوہ ازیں فاضل آل حسن نے ساری کتاب میں پچار پکار کر ان کتاب کی تحریف کا اعلان کی ہے۔ فنڈر : اب آپ بتلہیں کہ قرآن میں جس انجیل کا ذکر آیا ہے وہ کتنی انجیل ہے؟

مرلام : کسی ضعیف یا صیغہ روایت سے اس کی تعریف نہیں کردہ انجیل متی کی ہے یا یوحنا کی یا کسی اور کی اور جبکہ ان کی تلوث کا حکم نہیں تھا اس لیے ہمیں علوم نہیں کرو کرنے سی انجیل تھی۔

فنڈر (مناظرہ میں شرکیہ انگریز حکام کی جانب اشارہ کرتے ہوئے) یہ سائے اب کتاب میٹھے ہیں ان سے پڑھپیں کردہ کتنی انجیل تھی۔

فرغ: یہ خود عن المبحث ہے۔ ہم اس وقت اس انجیل کی بات کر رہے ہیں جو عالم محمد میں موجود تھی۔

مولانا حضرت اللہ: ہم نے اپنا موقف بیان کر دیا ہے اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اب اسلام کا مرقت نہیں ہے تو کوئی دلیل پیش کریں ورنہ اسی کو تسلیم کر لیں۔ یہیں افراہ کر دیں الی حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی حقیقی لکھن ہم یہیں ہیں مانتے کہ وہ انجیل موجودہ عہد جدید ہے اور یہ کہ تحریف پاک ہے جبکہ حواریوں کا کلام ہمارے زندگی قطعاً انجیل نہیں ہے بلکہ انجیل وہ کلام ہے جو حضرت عیسیٰ پر نازل ہوا۔ تحریل من حرف الائجیل کے مصنف صحیح ہیں۔ "موجودہ انجیل سچی انجیل نہیں ہیں جو رسول خدا کو دی گئی تھی اور جو منزل من عند الله تھی۔" (باب دوم ص ۲) پھر کہتے ہیں: اور سچی انجیل وہی ہے جو سیئے نے سنائی: "اص ۲۹" اور یہی باب میں میساٹوں کے تعلقیں لکھتے ہیں: "اں کو پوس نے اصلی دین سے چڑھیب دھوکہ سے ہٹا دیا۔ وہ جان چکا تھا کہ یہ "لائی گک" قسم کے لوگ ہیں اور اس خیش نے ترات کے احکام کو تھپٹ دے مارا۔ (۱۲۹)

امام قرطبی علیہ الرحمۃ کتاب "الاعلام باعذ الدناء" میں

بعقیدہ حاشیہ: کتاب کا پس منظر غیر قیمن ہے: "انجیل مقدس کا مطالعہ از فادر کارشن مطبوعہ، ۱۹۴۶ء، ص ۱۳۶۔ ناصر"

لئے میساٹوں کے موجودہ نظریہ الامام کے مطابق عیسیٰ پر کوئی خارجی کتاب نازل نہیں ہوئی تھی بلکہ انجیل کا لفظ ان کی آمد کی بشارة اور خوشخبری کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ یا لکھت کے پادری برکت اکے خان نے اس موضوع پر ایک مستقل درس اور "اصول ترتیل الکتاب" کے نام سے تصنیف کیا ہے: ہم

ڈاکٹر صاحب: کلینس نے مکاشفہ کی کتاب سے صرف دفتر سے نقل کیے ہیں لہذا صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ کلینس نے دوسری صدی کے آخری مکاشفہ کی کتاب کو ریخارسول کی تصنیف تسلیم کی تھی لیکن اس سے پہلے بھی سند متصل نہ تھی اور تو اتر لفظی تام کا۔ کافر دفتروں سے ثابت نہیں ہوتا اور باقی علماء ٹرڈ لین وغیرہ اس سے بھی بعد کے ہیں جبکہ اسی نماز میں علا، یہ بھی کہتے تھے کہ "سرن تھیں" جو مشهور علمی تھا مکاشفہ کی کتاب اس کی تصنیف ہے۔

فرنچ: ایک آدمی کی مخالفت سے کچھ نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر: ہم ایک آدمی کی بات نہیں کرتے بلکہ کوئی ایسے نام پیش کر سکتے ہیں جو اس کے سند ہونے پر شرکرتے ہیں شلاپری میں سورخ، سرل، یروشلم کی لکیسا اور روایتی کی کوئی اور جیروم کے عہد میں بھی بعض کلیساوں نے اس کو قبول نہیں کیا یہ

نہ بیش و دیم جی یونک نے تاریخ لکیسا کا تازہ ترین تصنیف "رسولوں کے تسلیم قدم پر" کے صفحہ ۲۰ پر سند اور زیر بحث کتب کے باعے میں ایک نقش درج کیا ہے جس کے مطابق "جنوبی ہند کی سریانی لکیسا" مکاشفہ کی کتاب کا غیر سند قرار دیتی ہے۔ یوسی میں سورخ اور لفیسین کی درسکاہ کے اہل یہ کتاب زیر بحث ہے۔ چاہیزہ مأخذ اس کے باعے میں خاروش ہیں لیکن اس کو غیر سند قرار دیتے ہیں۔ پادری ایچ۔ والر صاحب لکھتے ہیں کہ اس کتاب کو رسولی تصنیف مانتے ہیں پوچھ جیزس رکاو سلطانیہ لہذا بعض مصنفین نے اس کتاب کے رسولی تصنیف، ہونے پر سکوک ظاہر کیے: "انفسی مکاشفہ مطبوعہ ۱۹۵۸ء" اسی (بعقیدہ حاشیہ اگلے کلام پر)

پادری فنڈر، حضرت عثمان کے احتجاج قرآن کے قصہ  
کرشمہ سے بیان کرنے لگا۔  
مولانا: آپ کے اعتراضات خارج از بحث ہیں جن  
اگر آپ نے کہ دیے ہیں ترجیبات بھی ملاحظہ کریں۔  
فنڈر: جب آپ نے انجلیل پر اعتراض کی تو میں نے  
بھی جواب دیا۔ اب اصل مطلب کی طرف آئیں۔  
مولانا: ہم نے شروع ہی سے یہ کہا ہے کہ ہمارے  
زدیک عہد قدم و عهد جدید ایک جیسے ہیں۔ ہم آپ سے  
ان کی بعض کتابوں کی سنتھن طلب کرتے ہیں۔  
فنڈر: صرف انجلیل کی بات کریں۔  
مولانا: انجلیل کی تفصیلی لغو ہے۔ ہم پرے مجموع کی  
فنڈر: خالوش صامت

پادری فنچ نے ایک بساط مازنکالا اور ٹپھا شروع کی  
خلاصہ ہے کہ: "ہمارے علماء نے اخلاقیات عبارت  
تین یا چالیس برس پرانے ہیں لیکن یہ ایک نسخہ کی بجا ہے  
کہ پیر نسخہ جات میں ہیں۔ اگر ہم ان اخلاقیات کو تم  
نسخوں پر تقسیم کریں تو پیر نسخہ کے جتنے میں چار تسلیک  
پائیں سو آئیں گے۔ بعض غلطیاں بعتریں کے لئے  
سے بھی وقوع پذیر ہوئیں۔ تو اکثر کریماخ نے انجلیل  
میں ۳۰۰۰ اغلاط پایا ہیں۔" تو سفنت ترین ہیں، ۲۲  
اخلاط دریائی اور باقی ہیکی بھلکی ہیں، سرہارے علماء نے  
ان اغلاط کو زیادہ تر مومن ہیں درست کر دیا ہے اور جس  
کامرف ایک ہی نسخہ ہو اس کی تصحیح ناگہن ہے اور انجلیل  
بعضی حاشیہ: بر نسبت اس کے کھلیسا کو پاک نہ تھوڑے  
کی ضرورت ہے: ایسی علم الہی کی تعلیم مطبوعہ  
۱۹۸۴ء ص ۴۲۱) تاریخ خود فیصل کر لیں کہ اس  
صورت حال میں پرپ نے پاک نہ تھوڑے کو کیا خاک  
اہمیت دی ہرگی! نامر

الحاد و الاوام" باب سوم میں لکھتے ہیں: "یہ کتاب  
جراج کل نصاریٰ کے پاس ہے جس کا نام انہوں نے  
انجلیل رکھ چھوڑا ہے وہ انجلیل نہیں جس کا ذکر قرآن میں  
ان الخاطم میں آیا ہے کہ وائزکے التورۃ والانجیل  
(آل عمران ۲۳) (ص ۲۳) اور اس طرح اسلام  
اخلاف میں علماء نے تصریحات درج کی ہیں اور بھی کسی  
روایت سے یہ ثابت نہیں ہے کہ اقوال سیع نلان انجلیل  
میں درج ہیں۔ لہذا ہم اس بات کی تعین نہیں کر سکتے  
اور انہیں اربعہ کی حیثیت اخبار آحاد کی سی ہے اور  
قرن اول کے سیمیوں سے کوئی معتبر روایت منقول  
نہیں ہے۔ اس کے معتقد دا سا باب میں سے ایک سلب  
یہ بھی ہے کہ اس دور میں پرپ (باما) کا مکمل سلطنت  
اور انجلیل پڑھنے کی عام اجازت نہ مکھی۔ لہذا بہت کم  
مسلمانوں نے اس کے نشے دیکھے کیونکہ عرب کے  
گرد نواح میں کمیتوںک یانسٹروری فرقہ کے لوگ  
زیادہ تھے۔

پادری فرخ: (غم اور غصے سے) تم نہ ہماری انجلیل  
پر ایک بہت بڑا الزام لگایا ہے۔ پرپ نے اس میں  
کچھ بیکار ڈنیں کیا یا۔

لہ پادری نویں بڑک اف بھتھے ہیں: "رومن کمیتوںک  
کھلیسا کی تعلیم یہ بھتھی کہ کتاب مقدس کا بذاتِ خود کو  
اختیار نہیں کیونکہ اس کا وجود کھلیسا کی طرف سے ہے  
لہذا اس کا اختیار بھی کھلیسا کی طرف سے ہے".... گو  
رومن کمیتوںک کھلیسا پاک نہ تھوڑے کی اہمیت اور افادت  
کو مان لیتی ہے تاہم وہ اس کو قطعی ضروری نہیں بھتھی  
اس کھلیسا کی دانست میں یہ کہنا کہ پاک نہ تھوڑے کو  
کھلیسا کی ضرورت ہے زیادہ صیغہ ہے (باقی حوالہ کا اب ایسا

کے اندر واقع ہے۔ اگر آپ انکار کرتے ہیں تو تم دلائل بخیجی۔  
فذر : میں بھی سمو کتاب کا اعتراض ہے۔

مولانا، ہمارے زدیک سمو کتاب یہ ہے کتابِ امام  
کے بجائے یہم اور میم کی بیانے نوں لکھ دیتا ہے۔ کیا آپ  
کے زدیک بھی سمو کتاب سے مراد یہی ہے یا یہ کو تحریف  
قصداً سوا، کمی بیشی اور تبدیلی سمو کتاب میں شامل ہیں۔  
یعنی یہ کتاب خاشر کی بحارتِ متن میں لکھ دیتا ہے یا بعد اُ  
ایات کا خازی یا کمی کرتا ہے یا کوئی چیز تفسیر کے طور پر لکھا  
کرتا ہے یا ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے بدال دیتا ہے۔  
فذر : یہ تمام امور ہمارے زدیک سمو کتاب کے ضمن  
میں آتے ہیں۔ یہ قصداً بڑا ہو یا سوا، لامی سے یا غلطی  
سے! لیکن ایات میں ایسا سو صرف پاک یا چھپ مخالفوں  
میں ہے جبکہ الفاظ میں بے شمار۔

مولانا: جب زیادتی، کمی، تبدیلی۔ قصداً یا سوا۔ اپکے  
زدیک سمو کتاب میں شامل ہے اور سمو کتاب کتبِ تحدہ  
میں واقع ہے تو اس کی چیز کو ہم تحریف کتے ہیں۔ پس ہذا  
اور تساے دریاں صرف لفظی جھگڑا باقی رہ گیا ہے۔  
یعنی ہم جس کو تحریف کتے ہیں اسے آپ سمو کتاب  
کتے ہیں۔ تراختلاف صرف تعبیر میں ہے سمجھو جسے  
میں سمجھیں۔ شامل کے طور پر ایک آدمی نے چار فقرہوں کو  
ایک دریم دیا۔ ایک روئی تھا ایک جبشی، ایک ہندی  
اور ایک عربی۔ انہوں نے اس ایک دریم سے ایک بھی  
چیز خریفی تھی جو سب کی سپند کی ہو۔ تراکیم آدمی نے  
انگور کا نام اپنی زبان میں دیا۔ جبشی نے انکار کر دیا اور

سل سمو کتاب اور کتبِ مقدار میں اخلاقی اقسام کے لیے  
اک پچ ڈگین بركت اللہ کی تصنیفات "حست کتبِ مقدار"  
حست دوم ناب اول اور تذمّت و اصلیت انہیں جل ربعہ  
جلد دوم ص ۲۳۹ ملاحظہ فرمائیں۔ ناصر

کے سنتے بکثرت موجود ہیں تران کی تصمیع متنی تصمیع  
کے قواعد میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔ اول جب  
علماء نے دو عبارتوں کو مختلف پایا۔ ان میں سے ایک  
تصمیع اور دوسری مشکل تھی ترانوں نے مشکل کو صحیح قرار دیا  
کیونکہ اختیاط اور عقل و قیاس کا تفاوت ہے کہ شاید فیصلے  
عبارتِ جعلی ہو۔ دوم: اگر ایک عبارت گرامر کے لحاظ سے  
صحیح اور دوسری غلط ہو تو انہوں نے غلط کو صحیح اور صحیح  
آیت کو جعلی قرار دیا کیونکہ برسان تھا کہ وہ کسی باہر قواعد  
نے داخل کروی ہو اور علماء نے ان اخلاقات سے واقع  
کرنے کے بعد کما کار ان کے سو اکوئی غلطیاں نہیں ہیں اور  
اتھی اخلاقات سے مقصود اصل کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے  
جیسا کہ ڈاکٹر انکلاث کتابے کے ہم ان محنت عبارات کو  
داخل کر کھین یا نکال دیں۔ سمجھی الیات کو ان سے کوئی نقصان  
نہیں پہنچتا۔

ڈاکٹر وزیر خان صاحب نے جواب دیا چاہا تو مادر کی  
فذر نے ان کو روک دیا اور جب بھی ڈاکٹر صاحب برلنے  
گئے تو فذر مران کو روک دیا۔

مضط ریاض الدین صاحب: یہ ضروری ہے کہ پڑی  
تحریف کا معنی بیان کیا جائے پھر اس پر بحث کی جائے  
تاکہ حافظین کے پتے بھی کچھ پڑے اور وہ سمجھ طریقے  
بحث کو کچھ سکھیں۔

فذر نے کچھ کرنے کی کوشش کی تو مضط صاحب  
نے کہا کہ یہ آپ کا کام نہیں بلکہ جو تحریف کا دعویٰ کرتے  
ہیں وہی اس کا معنی بیان کریں گے۔

مولانا رحمت اللہ: ہمارے زدیک تحریف کا معنی  
یہ ہے کہ کلامِ اللہ میں کمی بیشی یا تبدیلی کی جائے خواہ یہ  
شرارت اور خباثت سے کی گئی ہو یا اصلاح کی مرض سے  
اور ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ تحریف ان معنوں میں کتبِ تحدہ

ثابت کریں۔ اب صرف ایک بات رہ گئی ہے جو حاصل  
ہے وہ یہ کہ یہ سو کتاب جو آپ کے ان مسلم ہیں۔ کی قسم  
نسخوں میں ہے؟

ف Fowler: ماں یہ سو قام نسخوں میں پایا جاتا ہے۔ اس پر  
پادری فریض نے اخراج کیا تو فنڈر نے کہا کہ پادری فریض کی  
رائے بہتر ہے۔ تامنی العقناۃ مولوی محمد اسد اللہ صاحب  
نے کہا کہ آپ پسے اعتراض کرچکے ہیں۔

ف Fowler: نہ نہ کہا۔ میں نے علمی کی اور میں نے لعین سے  
نہیں کہا۔ شاید کہ ایک سو عربی متن میں ہوا اور یونانی  
میں نہ ہو۔

مولانا رحمت اللہ: اگر یہ بعض ایسے مقامات دکھلا  
دیں جہاں پر آپ کے مفتردوں نے اعتراض کیا ہے کہ جلد  
پسے زمانہ میں ایسا تھا لیکن اب تمہارے معتبر عربی متن میں  
ویسا نہیں ہے تو تم کیا کہو گے؟

ف Fowler: اس سے متن کو کوئی لقصان نہیں پہنچتا۔  
ڈاکٹر وزیر خان صاحب، لاشک لاری مقصود اصل  
میں خلل آئے گا کہ تو جب اخلافات بارات بنت  
ہیں شاید ہم فرض کرتے ہیں کہ شیخ سعدی شیرازی کی  
کتاب "گلستان سعدی" کے مختلف نسخوں میں ایک مقام  
پر مختلف بارات پائی جاتی ہیں۔ اس صورت میں ہم لعین  
سے نہیں کہ سکتے کہ سعدی کی اصل عمارت کون سی  
ہے یہ پس جب سینکڑوں نسخہ جات میں اختلاف ہے اور  
کس کوئی دوسرے پر ترجیح نہیں ہے تو مقصود اصل  
میں تغیر کا امکان ہے اور ہمارے زدیک انجیل، مسیح  
کے احوال منزل من اللہ سے عبارت ہے اور وہ مشتبہ  
ہو چکی ہیں۔

ف Fowler: مجھے منحصر حساب دیں کہ آپ متن کو تسلیم  
کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر آپ تسلیم کرتے ہیں تو مناظروں اور

اپنی زبان میں کہاں کہیں تو انگریزی کھاؤں گا۔ ترانی چاروں سی  
زیاد افضل ہے۔ مقصود ب کا ایک ہی ہے۔ اسی طرح  
حرفیت اور سو کتاب کا سلسلہ ہے۔ پھر مولانا نے بلڈ آڈر  
سے غیج کر مطالبہ کرتے ہوئے کہا: ہاں اور ساری حسب  
کے دریان جیکر امرف لفضل ہے لیکن ہم جس تحریف کا  
دعویٰ کرتے ہیں پادری صاحب نے اسے قبول کر لیا ہے  
لیکن دہ اسے سو کتاب کہتے ہیں۔

ف Fowler: اس قسم کے سموے متن کو کوئی لقصان نہیں پہنچتا۔  
مولانا اسد اللہ صاحب (جراں سے) متن کی چیز ہے؟  
ف Fowler (ناراضی ہر کر): میں نے کئی دفعہ بتایا ہے۔  
اب کتنی بار بتاؤں؟ متن سے ہماری مراد الہبیت یہ ہے،  
تشییع، کفار، شافع اور سو عیسیٰ کی تعلیمات ہے۔  
مولانا رحمت اللہ: تفسیر سہری داسکالٹے میں بھی  
یہی لکھا ہے کہ مقصود اصل میں کچھ بھی فرق ان اغلاظ  
سے نہیں پڑا لیکن ہم نہیں سمجھ سکے کہ جب تحریف نہ ثابت  
ہو گئی ہے تو کیا دلیل ہے کہ اس سے کچھ فرق نہیں آیا۔  
اور جب تحریف ہر قسم کی واقع ہوئی ہے تو کیا دلیل ہے  
کہ وہ نہ۔ دس آیات جن میں تسلیت کا ذکر ہے وہ تحریف  
نے محفوظ ہیں۔

ف Fowler: متن کی تحریف تب ثابت ہوگی کہ تم کوئی قدیم  
شیخ دیکھو۔ اس میں الہبیت یہ ہے کہ ذکر نہ ہو اور موجودہ نسخہ  
میں ہو اور اس میں کفار، شافع کا ذکر نہ ہو اور موجودہ نسخہ  
میں ہو۔

مولانا: ہاں سے ذمہ صرف یہ تھا کہ ہم اس مرقج مجموعہ  
کا مشکلہ ہونا ثابت کریں اور وہ ثابت ہو چکا ہے۔ آب  
آپ کی کتاب ملکوک ہے۔ آں آپ کا دعویٰ ہے کہ بعض  
موضع تحریف سے پاک ہیں اور بعض تحریف ہیں تو یہ آپ کے  
ذمہ ہے کہ آپ ان بعض موضع کی سلامتی اور صحبت کو

صرف یہی بحث کریں جو دشکوک ثابت ہو جائے اور یہ عقول اللہ تعالیٰ پر چکا ہے۔ متن کی عدم تحریف کا اثبات اپ پر لازم ہے۔ ہم تو دو ماہ تک بلا عذر حاضر ہیں گریہ ہے کہ یہ مجموعہ کم پر جنت دشکوک اور ان سے منقول دلیل ہم پر لازم نہ ہوگی۔ البیر اگر تھا سے پاس باقی سماں باسے کوئی دلیل بروپیش کر دے۔ اس کے ساتھ ہی سانظر کا دوسرا اور آخری دل اعتمام کو پہنچ گی۔

### بیتہ: جزء الحد کی شرعی حیثیت

علم المیعن کے حصول کا دعویٰ کرنا تو بالکل باطل ہے کیونکہ مثا ہدہ صراحتاً اس کا رد کرتا ہے۔ باقی رہی خبر متواتر تو وہ لمیعن کا فائدہ دیتی ہے مگر یاد ہے کہ خبر واحد پر اگلست کامل اور تلقی بالعقل ہو تو پھر معاملہ جو ہے۔ علماء الفتحی صدر الدین ابن الابی العزا المعنی فرماتے ہیں:

وَخُبُرُ الْوَاحِدَةِ إِذَا تَلَقَّتُهُ الْأَمْسَةُ بِالْعَقْرَبِ عَمَلَّا بَه  
وَتَصْدِيقَالْأَمْسَةِ بِغَيْدِ الظَّهَرِ (المیعنی) عَنْ جَاهِرِ الْأَمْسَةِ  
وَهُوَ أَحَدٌ قَسْمُ الْمُتَوَاتِرِ الْحَدِ (شرح عقیدۃ الخواری ص ۲۹۹)  
اللکھر السفیر لاہور) ترجیح خبر واحد کجب است نے عملی طریق  
قبول کیا ہو اور اس کی تصدیق کی ہو تو عموم براست کے نزدیک  
وہ علم المیعن کا فائدہ دیتی ہے اور یہ بھی متواتر کی ایک قسم (یعنی جالا) ہے۔

## ضرورتِ ششم

۳۲ سال تعلیم یافتہ بارشیں نوجوان کے لیے  
سید دیوبندی گھرانے کی حافظہ قرآن رواکی کا  
رشتہ مطلوب ہے

رالبط کے لیے: پورٹ بھر ۱۹۷۴ جی پی او لارڈ

ہدہ کو سمجھا کیونکہ باقی سائل میں اس کتاب (انجیل) سے استدلال کریں گے۔ ہمارے نزدیک عقل کتاب کی ملکوم ہے نہ کہ کتاب عقل کل۔  
مولانا حجت اللہ: جب آپ کے اعتراض کے مطابق کتب میں تحریف ثابت ہو گئی تو یہی سبب یہ ہمارے نزدیک شفیق ہو گئیں۔ ہم نہیں مانتے کہ غلطیاں متن میں نہیں ہوئیں۔ آپ کو رد اسی ہے کہ آپ ہم پر اس کتاب سے ماناظہ کے باقی سماں میں استدلال کریں کیونکہ یہ ہمارے نزدیک حجت نہیں ہیں۔

فریض: تم نے یہ تحریفات و انحلال طہاری تفاسیر سے نکالی ہیں۔ کوئی ریاضتمن نہیں نزدیک معتبر ہیں تو انہوں نے بھی لکھا ہے کہ ان کے ملاودہ اور مقامات میں غلطیاں نہیں ہیں۔

مولانا: ہم نے ان علماء کے اقوال ازاں اُنقشل کیے ہیں ان کو معتبر مانتے ہوئے نہیں اور پاپری فذر نے اپنی کتاب میں بھی خداوی رحمان شاہ اور ز محشری کے کچھ اقتداء نقل کیے ہیں تو انہوں نے لکھا ہے کہ قرآن کلام اثر ہے۔ محمد رسول اللہ ہیں۔ کیا آپ تسلیم کرتے ہیں؟ فذر نہیں۔

مولانا: اسی طرح ہم بھی تھے مفتودوں کی ساری باقی نہیں مانتے۔

فذر: مجھے مختصر جواب دیں، ہاں یا نہیں میں۔  
مولانا: نہیں! کیونکہ وہ متن جو آپ کے نزدیک مقصود اصل سے عبارت ہے وہ ہمارے نزدیک تحریف کے سبب سے مشتبہ ہو گی اور تم نے پہلے دن سات یا آٹھ جگہ تحریف اور چالیس ہزار اخلاقیات عبارات کا اقرار کیا ہے جس کو آپ کو کتاب کا مستحب قرار دیتے ہیں اور ہمارے ہم تحریف کتے ہیں اور ہمارا مقصود

بازیگری کا ایک بحث بردارہ

## جمہوریت پر لعنت میچھجھتے

سے رہائیں لڑیں۔ رائے عامہ کو تبدیل کی۔ نئی تکرار سخن زاویہ تحریر کئے تا آنکہ مذہب او رہبی شخصیات کی ریاست کے معاملات سے بہتر کے لیے خارج کر دیا۔ ریاست اور مذہب کی جدائی کا نظریہ مغربی طرز نکر کا بنیادی فلسفہ ہے۔ یہاں پہنچنے کے بعد خدا اور مذہب کا معاملہ کائنات کے اجتماعی امور سے کٹ جاتا ہے یہ انسان کے اجتماعی معاملات سے بے دخل کر دیے جاتے ہیں۔ اب انسان خود مختار ایک الک اور حاکیت اعلیٰ کا مظہر کھا جاتا ہے بلکہ اس کو اس کائنات کی پُرتوت قرار دیا جاتا ہے یہ لفڑ اور فلسفہ ہے جمہوریت کا جسے ایک سیاسی نظام کے طور پر مغربی اقوام نے وضع کر کے اپنایا ہے۔ "جمہوریت" آئندے کے بعد پرچار کی حاکیت ختم ہو گئی۔ اب چرچ فقط چند مقدس محبتوں کے رکھنے کی جگہ قرار پائی۔ پرچار کی زیارت کرنا، محبوں کے سامنے رسم حکما، کچھ ٹھیکیں اور گیت پڑھا، نذر و نیاز دینا، پرپ پال کی بشر خدمت کرنا اور دیگر اقسام کی فضول اور لا عینی رسومات کا بحال نہ مذہب اور دو حالتی تھمرا۔

جمہوریت میں چونکہ رائے عامہ کی مرخصی پر قوانین بننے اور بدلتے ہیں، ان کی آزاد پر حکومت قائم اور ختم ہوتی ہے اس لیے رائے عامہ کی تنظیم کے لیے سیاسی جامیں کا وجود لازمی قرار پایا۔ گروہ سیاسی جماعتوں نے مذہب کی جگہ لے پلے معاشروں کی تنظیم مذہب کرتا تھا اب اس کی جگہ سیاسی پارٹی نے لے لی۔ سیاسی پارٹیوں کی اس اہمیت نے معاشرے کے سیمول اور دولت میں طبقے کو اس طرف متوجہ کیا کہ وہ پارٹیوں پر اپنا سلط قائم کری۔ یوں سیاسی پارٹیوں جاگیردار، سرمایہ دار اور مالدار افراد کی رہائیاں بگئیں یہ لوگ ان کے ذریعے رائے عامہ پر اثر انداز ہوتے ہے ان کو اپنے حق میں استعمال کرتے ہے۔ غصیاتی حریں اور

ہر قوم اور برلن کے اپنے مخصوص نظریات ہوتے ہیں۔ ان نظریات کی بنیاد پر ان کا اپنا سیاسی نظام وضع ہوتا ہے۔ پھر اس نظام کو مصلحت کے لیے اداروں کی تشکیل کی جاتی ہے۔ انتہ سکر کے سوا جتنی بھی اوقام اور انسانی گروہ دنیا میں موجود ہیں انہوں نے اپنی اجتماعی زندگی گزارنے کے خابطے اور اصول خود وضع کیے ہیں۔ ان کے مطابق دسائیں بنائے گئے ہیں۔ ان پر وہ عمل پیرا ہیں۔ وہ اپنے اصولوں اور خالقوں میں تریم و اضافہ بھی کرتے ہیں، ایک دوسرے کے تحریات سے بھی ناکہہ اٹھاتے ہیں مگر زیادہ تر اپنی زندگی کا ایسا لامکمل اپناتے ہیں جس کے ذریعے وہ زندگی کے عیش و آرام کو زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکیں اور ہر لئے نفس کی بہتر تسلیم کریں۔ چونکہ بہت ساری اقوام عالم نے مذہب اور دو حاشیت کو خیر باد کر دیا ہے یا کم از کم ان کی اجتماعی زندگی میں مذہب کی مداخلت ممنوع ہو چکی ہے، اس لیے سیاسی، معاشی، معاشری اور دوسرے اجتماعی دائرہ میں وہ عام انساؤں کے افکار، حالات اور نتے بدلتے ہوئے نظریات کے مطابق اپنالامکمل بناتے رہتے ہیں۔ وہی ان کا دین اور وہی ان کا لفڑی حیات ہے۔

مغربی اقوام نے بڑے تحریک کے بعد ایک سیاسی نظام وضع کیا ہے۔ اس نظام کے لیے انہوں نے اپنے اپنے مکمل میں جدوجہد کی۔ قربانیاں دیں۔ اپنے مذہبی پادریوں

اور اپنے پیغمبر اسلام مل ائمہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مقابلے میں ان سیاسی اور معاشی نظموں پر جان چھڑا کتی ہے جو ان کے لفڑیاً اور ایمان کے میں صدھیں

اسی حکومت کو ہی لے یہ بھی کہ سیاسی نظام ذہب اور سیاست کی جگہ ایسا شاخ ہوتا ہے جبکہ اسلام میں سیاست ذہب کا جزو لانینک ہے۔ اسلام میں حاکیتِ اعلیٰ عوام کی بجائے خدا کو حاصل ہے اور پُر فتوت عوام نہیں بلکہ دفاترِ ذرا بخلال والا کرام ہے۔ قوانین سازی عوام کی مرمنی پر یہ سخدا اور رسول کے صابلوں کے مطابق ہوتی ہے۔ حکومت سازی میں عوام کی آزادگی نہیں تولا جاتا ہے جن کے لیے زیادہ ماحصل ہو گئے ان کو نہیں بلکہ اہل ارائے کی تائید سے متفق اور باصلاحیت قیادت کا گئے دیا جاتا ہے۔ یہاں شخصی امریت کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہوتی بلکہ نظریہ کی حکمرانی ہوتی ہے۔ سربراہِ ملکت کے لیے بھی نظریہ کی اطاعت کرنا لازمی فراز دیا گیا ہے جو کوئی عمدہ یاروں کو عدالت کے سامنے عام انسانوں کے برابر کھاگلایا ہے۔ سربراہ کو رعایا میں سے ایک عام کوئی حکمران کو احتساب کر سکتا ہے۔ اس عام آزادی کے اہمیات کے بعد ہی وہ حکومت کرنے کا اہل سمجھا جائے گا۔ اسلام میں انسانوں کی آزادی کا وہ تصور نہیں جیسا کہ مغرب میں دیا جاتا ہے جو کہ دراصل انسانوں کی آزادی نہیں بلکہ ان کا استعمال ہے۔ اسلام میں کسی فرد یا کسی اجتماع کی خلاف کا کوئی تصور موجود نہیں ہے اسلامی نظام سیاست میں انسان کو فقط خداوند قدوس کا عبدِ فرار دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ وہ کسی کا بندہ نہیں ہے۔ حکومت سربراہ کو عام زندگی میں کچھ بھی اختیارات حاصل نہیں۔ وہ بھی عام رعایا کی طرح تاؤن میں برابر ہے اور اس کو عام انسانوں کی طرح اپنے شب و روز بکری نہیں چاہیں۔ وہ اگر راستی دسائیں سے کچھ زیادہ اختیارات استعمال کرتا ہے یا اپنی ذاتی زندگی کا معیار عام رعایا سے زیادہ رکھتا

پر دیکھنے کے وسیع تھکنےوں کے ذریعے عوام کا استعمال کیا جاتا رہا اور اس کا نام "حکومت" بخوبی کیا گیا۔

ذہب اور سیاست کی جگہ ایسا شاخ کے اس فلسفے کے کیوں نہ بھی بھیم لیا۔ کیوں نہ حقیقتِ محرابی نکر فلسفے کے دوسری شاخ کا نام ہے۔ انہوں نے اپنے معاشی نظریہ میں بزم خود یہ ترقی پسند از التصور دیا کہ پیداواری وسائلِ انفرادی ہاتھوں کے بجائے ریاست کے ہاتھوں میں ہونے چاہیں تاکہ کوئی فرد کسی فرد کا استعمال نہ کر سکے گرماںہوں نے اس سوال کا کوئی جواب نہیں دیا کہ اگر ریاست کے افراد کو نیٹ پارٹی) جن کے ہاتھوں میں پیداواری ذرائع ہوں گے اگر وہی استعمال کرنے لگیں تو ان کا احتساب کرنے کرے گا؟ چنانچہ مغربی فلسفے کے زیر سایہ وضع کردہ یہ دو نوع معاشی نظام، سربراہِ داری اور کیوں نہ زم، آج عالم انسانیت کا پیسے زیادہ استعمال کرے ہے میں۔ آج کا انسان ان دونوں نظموں کے مظاہم سے شدید اذیت میں بدلنا ہے۔

اتت سلا آج مغربی اور مشرقی اقوام کے مقابلے میں اس پوزیشن میں ہے کہ اس کے پاس محفوظ شکل میں خالی "ضابطہ حیات" موجود ہے۔ اس کے ہاں اپنے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات جو انسان کی انفرادی زندگی اور ریاستی امور سے متعلق ہیں وہ محفوظ ہیں۔ بہترت کے معیار کے مطابق خلفاء راشدین کی طرزِ حکومت کا نمونہ تعلیم کیلئے دستیاب ہے۔ ایسے نظم اثاثاں دستور حیات اور قابل عمل تعلیمات کے ہوتے ہوئے یہ انتہا ہرگز اس بات کی محتاج نہیں کر دے اور صراحت نظر دوڑائے۔ دوسری اقوام کی طرف دیکھیں ان کے نظریات سے تاثر اور مرعوب ہو، ان کی تعلیم کرنے پر اڑائے گھر میں کوئی نصیبی یا برجیتی بھی کہا جانے کا کچھ یہ انت سلسلہ بھی سیاسی معاشی، معاشرتی اور ثقافتی داروں میں اقوامِ غیر کی نقلال کرنے پر چل پڑی ہے۔ وہ اپنے دین برحق

تو وہ عادل سربراہ نہیں ہوگا اور عام مسلمان اس کو معزول کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

الحقائق کے پیش نظر اسلام کا اپنا ایک مستقل سیاسی نظام ہے جو کو نجمر دیتے کہا جائے گا اس پر اسلامی حکومت جیسی لفڑا صلاح استعمال کی جائے گی۔ اسلام کے معاشی تصورات پر سو متلزم کا اطلاق یا ان کو اسلامی ہوشلزم سے تحریر کرنا بھی جہالت اور منافقت کے سوا کچھ نہیں۔

عالم اسلام ایک طویل عرصہ سے اپنے سیاسی اور معاشی نظریات کو مجبول چکا ہے۔ وہ بادشاہی، آمدوں اور ڈکٹیٹوں کو مختلف کے نام سے پکارتارا اور تاریخ میں اسے اسی طرح یاد کرتا۔ وسائلِ رزق پر چکران خانہاؤں کا تسلط رہا۔ وہی لوگ جاگیر دار اور سرمایہ دار بنتے گئے اور ہم نے ذاتِ حکومت کے نام پر ایمان کو تحفظ دیا۔ اب یہ بات اسلام کے ترکھپی جا رہی ہے کہ اسلام میں طلاق، اعلانِ حکمراؤں کا جائز بھی ہے اور اسلام جاگیر دلوں کا بھی تحفظ کرتا ہے مگر معاشرِ قطبی طور پر اس کے برعکس ہے تسلیم کا معاشری اور سیاسی سُلطُم فقط ہی ہے جو اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہے اور جس کا عملی نمونہ خلف اور راشدین کے دور حکومت میں ظاہر ہوا۔ اس کے بعد بزمیں بزرگی، فاقہ، سچوئی، صفوی، عثمانی، غزوی، خواری، مغل وغیرہ وغیرہ حکمراؤں کا دھڑکن جو کچھ ہر ادہہ (اب) کا سب اپنگر اسلام نہیں ہے اور زہی نہ اس (ب) کا ذردا ہے۔ مسلم حکمراؤں کی عیاشیوں، پرستیوں، فضول خرچیوں، افتخار کی ہوس کے لیے قتل و نمارت گری اور جگ، دجدل کا دور ہے۔ سپوری تاریخِ حقیقی اسلام سے ان کی تاریخ ہے۔ اللہ اشا، اللہ۔

انت مسلم کا ذریز دور سے گذرا کہ اب ایک نئے دور کا آغاز کر جی ہے۔ اب اس دنیا میں نظریات کی جگہ ہے دنیا نظریات کے تعلب سے فریحات کرتی جا رہی ہے۔ اس دنیت ہمیں اپنے فلسفی نظریے اسلام کی طرف پرے شعور لے کاشی ہیں ملکی ایجاد عقدان درکی صلح کی تاریخی کوں تو جو فرمائیں۔

اور استحقاقات کے ساتھ آتا ہوگا۔ اس نظریے کے ساتھ کامل وابستگی اختیار کرنی ہوگی۔ اس کے ساتھ اقسام فیکر مسلط اشہد سیاسی نظاروں سے بخات حاصل کرنی ہوگی۔ مغرب کی سیاست مغرب کی ثقافت اور مزرب کے نکرو فسخ کو ستر کرنا بوجا کافر کے سیاسی غلبے سے بخات کی بھی راہ ہے کہ ہمیں کفر کی سیاست اپانے کے بھائی کے کفر کی سیاست سے برآمد کا اعلان کرنا ہو گا۔ اب ہمیں کھلی کریں کہنا بوجا کا اور یہ بات ایمان کی ملامت میں شاد ہو گی کہ تم جبروت پر لعنت بمحبت ہیں۔ ہم سرمایہ دار ازٹھی نظام کو انسانیت کے لیے قائم نظام تصریح کرتے ہیں۔ ہم کیوزم کو انسانی شرف و دہشت کی آدمیں کہتے ہیں۔ ہم امریت اور ڈکٹریٹ شہب سے کلی طور پر بیزار ہیں۔

### بیہقہ، ہماں دین سے مدار سے

کاریت یا فڑھے اور اس طرح افغانستان کو روی کیوزم کے لیے "پان پت" کا میدان بنادیتے کا کریٹ ٹھیٹ بھی دینی مدارس کے اس نظام کے حضر میں آتا ہے۔

الغرض دینی مدارس کی یہ علمی جدوجہد اور اس کے نتائج ثمرات تاریخ کے صفات پر اس قدر داشت اور روشن ہیں کہ کوئی ذی مشور اور مصنف مذاہج شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا یہکن یہ سراسر انسانی بوجگی اگر تصریح کر دے سکریخ پر نظرے ڈال جائے اور خوبیوں اور کمزوریوں کی تابعیت میں خوبیوں کا پڑا اور زندگی کی کمزوریوں اور کتنا ہیوں سے کلیٹھ حرف نظر کریا جائے گی کہ خوبیوں کے ناسابکا زیادہ ہونا بھروسی کا کروگی پر اعلیٰ ان کے اطمینان کی بیانات کی بھیں اسی خوبیوں کی نظر اور اسی اور کتنا بھی اسی بھیں بند کر لیتے کا جو از نہیں بن لیا جا سکتا کیونکہ اس نظر یہ کہ خاصیوں کو استحکام ملتا ہے بلکہ ناسابکے تراکنگ اور جانے کا ایک مکان بھی بڑھ جاتا ہے۔ اس ناسابکے ضروری جوں ہوتا کہ تصریح کے دو گھنی کے کوڑ پر ان مرکا بھی جائزہ لے لیا جائے جو کہ تباہیوں کی کمزوریوں پر لپٹتے ہیں میں جو کچھ اب سے میں ایسا نہیں و داشت کی جو اپنیں ان کے دوں بیتھتے کیکر میں ہیں۔ اس لے کاشی ہیں ملکی ایجاد عقدان درکی صلح کی تاریخی کوں تو جو فرمائیں۔

ہمارے دینی مدارس

مقاصد ہدف جماعت

کے آئینہ میں

ہمارے معاشرہ میں دینی مدارس کا کوڑا تاریخ ساز اہمیت کا حامل ہے اور ان اداروں نے بے پرواں اور سلسلہ حوصلہ کے باوجود اپنے کردار کی وجہ استھانات و حوصلہ کے ساتھ بخوبی اپنے دہلت اسلامیہ کی تاریخ کا ایک تابناک باب ہے لگنکچہ پہلو یہ بھی ہیں جن کے حوالے سے دینی مدارس کا کردار ارشاد سے اور وقت کے تعاونوں اور اپنے نظر کی توقعات سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ خود تاریخ امر کی ہے کہ تصویر کے دو ذریعہ سامنے لائے جائیں اور حقائق کا بے لال تجزیہ کیا جائے زیرِ نظر مضمون میں تصویر کے روشن پیش کی ایک ملکی سی جملہ کیس کی گئی ہے۔ تصویر کے دو سرے رخ پر دری "الشريعة" کا بخوبیات سخنون آئندہ شاہزادے میں ملاحظہ فرمائیں۔

(اندازہ)

دینی مدارس کے تعلیمی سال کا آغاز ہر چکا ہے اور ملک بھر کے دینی مدارس کے امامتہ اور ظاہر سالانہ تعطیلات

گزارنے کے بعد اپنے تعلیمی سفر کے نئے مرحلہ کا آغاز مارہ گزرے کے درست میں کر پکے ہیں۔ ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ان ہزاروں دینی مدارس کا تعلق مختلف ذہبی مکاتب نکر سے ہے اور ہر ذہبی مکتب نکر کے دینی ادارے اپنے اپنے ذہبی گروہ کے شخص و انتظام کا پرچم اٹھائے نئی نسل کے ایک معقد بحث کا اپنے نظر یا تو حصار اور فتحی دارہ میں جگہنے کے لیے شب و روز صرف عمل ہیں۔

دینی مدارس کے موجودہ نظام کی بنیاد احمد و بارہمی اور گورنمنٹ تعاون کے ایک سلسلہ عمل پر ہے جس کا آغاز ۱۸۵۰ء کے جمادی آزادی میں مسلمانوں کی ناکامی کے بعد اس حصہ کے ساتھ ہٹرا تھا کہ ۱۸۵۰ء کے عرصہ کو حریت کرنکل طور پر خلیل کر فتح کی رسمیت سے دوچار ہر جانے والی فرنگی حکومت سیاسی، شعبانی، فخریاتی اور تعلیمی معاذوں پر جو نیکار کرنے والی ہے اس سے مسلمانوں کے ایمان و عقیدہ اور تہذیب و تعلیم کو بچانے کی کوشش اجتماعی صورت نکالی جائے۔ اس مقصد کے لیے سب سے پہلے دیوبند میں مدرسہ عربیہ (دارالعلوم دیوبند) سماں پیغمبر میں مظاہر العلوم اور ارادہ اکابر میں مدرسہ شاہی کا آغاز ہٹرا اور بھیسر دیکھنے ہی دیکھتے پاکستان، بھلدویں، بھارت اور افغانستان کے طول و عرض میں ان مدارس کا جمال بھیج گیا۔ ان مدارس کے لیے بنیادی اصول کے طور پر یہ بات ہے کہ لگنگی کر ان کا نظام کسی قسم کی سرکاری یا یعنی سرکاری امداد کے بغیر یا مسلمانوں کے چندہ کی بنیاد پر جلا یا جائے گا اور تاریخ گواہ ہے کہ انتہائی سادگی اور رقابت کے ساتھ ان مدارس نے بصریز کے مسلمانوں کی دینی و علمی خدمات سر انجام دی۔

ان مدارس کے منتظمین اور اساتذہ کی ایک بڑی تعداد

ایسے سروان بامضائی تحقیقی جودت کی رفتار کے ساتھ پہنچے کا ارادہ کر لیتے تو دینی اور زندگی کی سوتیں اور اساتذہ بے دار نظام کی طرح ان کے دروازے پر قطار باندھ کھڑا ہی نظر آتیں تکن

فریضی تہذیب اور یورپی ثقافت کی طوفانی عیناً کا سامنے کرتے ہوئے دینی مسلم ثقافت کو ایک حد تک بچانے اور

لطفاً نہ باتی رکھنے میں ان مدارس نے کامیاب حاصل کی۔

قرآن و شہادت کے علم، عربی زبان اور دینی طریقہ کو نہ صرف

زیارت کی وہ تجوید سے بچا کر کہ بلکہ جلک میں ان علوم کے عاملین اور مستفیدین کی ایک بڑی تعداد میڈا کر کے اُن فسروں سک انسیں من و مم پہنچانے کا اہتمام کیا۔

دینی مدارس کے اس نظام نے تحریک آزادی کو شکنہ ہبھند

مولانا محمد حسن، مولانا عبد الشریف سندھی، مولانا حسین احمد

دنی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا جیب الرحمن لدرھمازی

ایم پریزیت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا عبد الحقیم

پرپڑی، مولانا تاج محمد امرودی، مولانا خلیفہ غلام محمد

دنی پوری، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، مولانا عبد العالیٰ

قصوری اور صاحبزادہ سید ضمیں احسن اور تحریک پاکستان

کو علماء شیراحمد بن حنفی، مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا احمد علی

مولانا عبدالحادی ابوی، اور مولانا محمد ابراہیم پرسیا لکھنؤی

جیسے بے باک بخلص اور حری را بہاذ کی صورت میں یہیک

مضبوط نظر ایتی قیادت میا کی جن کے اثیار قربانی و جدید

نے تحریک آزادی اور تحریک پاکستان کو کامیابی کی منزل سے

ہمکر کیا۔

اور اب افغانستان کی سلکارخ دادیوں میں کیونز مکے خلاف

لڑی جانے والی جنگ کا جائزہ لے لیا جائے جس نے

ہدی ازواج کو افغانستان سے نکلنے پر مجبور کرنے کے

علاوه وہی ایشیا کی مسلم رایسوں میں دینی بیماری کی لہر

دوڑادی ہے اور وہی استغفار کے آہنی پیچے کو موصیلا

کر کے مشرق یورپ پر بھی کیونز مکی گرفت کر کر کر دیا ہے۔

افغانستان کے غیر مسلموں کے اس عظیم جانکلی قیادت

کا ایک بڑا اور فسیلہ کن حصہ انسی دینی مدارس (باقی صفحہ پر)

غیر وہ مجبور فقراد کے اس گروہ نے مسلمان کو مسلمان باقی رکھنے کے عظیم شہنشہ کی خالق نہ صرف ان آسانشوں اور سہوتوں کو تجھ دیا بھگ اپنی ذاتی انا اور عزیزت شہنشہ کی قیمت پر صدقفات اور زکاۃ و عشرہ اور ایک ایک دروانے سے ایک ایک روٹی مانگنے کے لیے اپنی تھیلیاں اور جھولیاں قوم کے سامنے پھیلیاں دیں اور ہر قسم کے طعن و تشنیع اور شکر و استزرا کا خندہ پیشانی کے ساتھ سامنا کرتے ہوئے انتہائی صبر و شہادت کے ساتھ ایک دہرانے کی فرنگی خواہش اور سازش کا تاریخ پوچھیر دیا اور طباوی حکمران بالآخر یہی حسرت دل میں لیے 1933ء میں یہاں سے بوریا بستر کیٹھے پر مجبور رہو گے۔

دینی مدارس کی جدوجہد کے نتائج و ثرات کے حوالے اگر معاشرے میں ان مدارس کے اجتماعی کردار کا تحریک کیا جائے تو قدرت خاہیں، کتابیوں اور مکروریوں کے باوجود اس کی شکل کچھ اس طرح سامنے آتی ہے کہ

لارڈ سیکارے نے مسلمانوں کی نئی نسل کو ذہنی لحاظ اگر یہ کاغلام بنانے اور نوابادیا تی فرنگی نظام کے کل پر زوں کی شکل میں ڈھانے کے لیے جس نظام تعلیم کی بنیاد بھی تھی اس کے مقابلے میں دینی مدارس ایک مستکلم اور ناقابل شکست متوازی نظام تعلیم کی جیشیت اختیار کر گئے اور اس طرح فرنگی تعلیم و ثقافت سے محضوظ رہنے کی خواہش رکھنے والے غیر مسلمانوں کر ایک مضبوط نظریاتی اور تہذیبی حصار بسرا آگیا۔

جدید مقلد پرستی کی بنیاد پر دینی تعامل و روایات سے بخلاف اکابر ختم نبیرت، اکابر حدیث اور مدارس قسم کے دیگر محتاطی اور دہمہ بھی فتنوں نے سر اٹھایا تو یہ دینی مدارس پر بریت کے ساتھ ان کے سامنے صفت آراؤ ہو گئے اور قبیلہ اسلامیہ کی راستہ الاعتقادی کا تحفظ کیا۔



## خطبات صدارت

### شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدینی

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدینی فرماں شرمندہ بر صغری پاک و بہنہ بگردش کی وہ ناخواہ روزگار شخصیت ہی جوں ہے علمی، روحاں اور سیاسی میدان میں لٹک و قوم کی بے پیاہ خدمت کی اور تحریک آزادی میں مؤثر اور فعیل کن کروادا کیا۔ حضرت مدین " نے سالا سال تک مسجد نبوی میں روشناظہر علی صاحبنا التیمہ دامت برکاتہرہ علیہ السلام کے سامنے حدیث رسول ﷺ کا درس دیا اور ہزاروں ششگان علوم کو سیراب کیا۔ انہوں نے اپنے عظیم استاذ شیخ اللہ مولانا محمود حسن کے ساتھ امامی کی قید کاٹی اور اپنی کے بعد مسجدہ بہنہ وستان میں آزادی وطن کی جدوجہد کی قیادت سنبھالی۔

جمعیۃ العلماء بہنہ اس خطبہ کے حریت پسند علماء کی تھی ہے جس نے آزادی وطن کی خاطر مسلسل جدوجہد کی۔ اس عظیم کردار کی حامل جماعت کی تیاری مخفی اعلیٰ علم حضرت مولانا سعید کیتیت الشہد بہری اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدین " کے ہاتھ میں تھی۔

جمعیۃ العلماء بہنہ کے سالانہ اجتماعات مسجدہ بہنہ وستان کے علماء کرام کے لئے گرفتار نامہ اجتماع بہتے تھے جن کے فتحیہ اور خطبات صدارت تویی سیاست میں اپنی ایک معمور حیثیت رکھتے تھے۔ ان اجتماعات میں لکھ کی نامور علمی اور قوی شخصیات کو صدارت کی زحمت دی جاتی اور ان کے خطبہ ملئے صدارت تویی سیاست اور تحریک آزادی میں فکری راہنمائی کا ذریعہ بنتے۔ جمعیۃ کے مختلف قوی اور علاقوائی اجتماعات میں

### تسہیل الادب (جزء اول)

تألیف مولانا سعید الرحمن

صفات ۱۱۰ کتابت و طباعت عده

ناشر جامعہ فاروقیہ، پوسٹ بکس ۱۱۰۲۰

شانہ سیل کالونی ۳۳، کراچی ۳۵

حضرت مولانا سعید الرحمن بہنہ کا شمارہ لکھ کے نامہ اساتذہ میں ہوتا ہے جن کی زندگی کا سب سیرت حستہ تعلیم و تدریس میں گزرا ہے۔ انہوں نے درجہ اولیٰ کے طلبہ کے لیے "تسہیل الادب" کے نام سے یہ محمد ترتیب دیا ہے جس کا جزو اذل ہمارے سامنے ہے۔ اس میں ہر کے ہر درجہ میں اور اصطلاحات کو مددی طلبہ کی ذہنی سطح کا لاحاظہ رکھتے ہوئے آشان اندازیں بیان کی گیا ہے اور ترقیات کے ذریعے اس کی کوشش کی گئی ہے کہ طلباء کے اذان میں سائل کو اخذ کرنے کے

معاشر افکار کر زیادہ سے زیادہ وضاحت اور اہمیت کے ساتھ سامنے لانے کی مزدودت ہے۔ ہمارے فاضل دوست رسول نبی عبدالمیت حنفی کا ذوق قابل تحسین ہے کہ انہوں نے اس کتاب پر میں امام اہنگم کے سیاسی افکار اور الفتاوی جو جدید کراچی کرنے کی کامیاب گوشش کی ہے۔ الش تعالیٰ نہیں جزوئے خیریں اور ان کی اس کاموں کو "علماء کرام" میں سیاسی شور کی بیداری کا ذریعہ بنالیں۔ آمین یا الرا عالمین۔

### تفقید اور حق تفہید

از مولانا محمد ابو سفیلد صیانوی  
صفحات ۲۲ قیمت چار روپے  
ٹھنے کا پتہ، سنتی تحریک طلبہ، مدینہ بازار، ذیلدار روڈ  
اچھرو لاہور

جماعتِ اسلامی کی بنیاد اس کے دستور کی دفعہ ۷  
کے حوالہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سراکشی کو معیار  
حق اور تفہید سے بالاتر نہ کبھی پر کجھی کجھی عقیقی اور بانی جماعت  
اسلامی اور ان کے رفقاء نے اس نظری فیاض پر اس قدر  
ثابت قدمی دکھائی کہ اس کے دفاع میں اب ایں سنت کے ساتھ  
ستقبل معاذ کاری کا بازار گرم کریں جبکہ دو دن باہمیں ایں  
و الجماعت کے سلسلت کے منافی ہیں اور اب ایں سنت کے  
زدیک حضرات محترمہ برکات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بلکہ طعن تھیں  
سے کبھی بالاتر ہیں۔

مولانا محمد ابو سفیلد صیانوی نے بانی جماعتِ اسلامی  
کے ایک عقیدت منہ کے استفسار پر اپنے مفصل کتب میں  
اب ایں سنت کے اسی نقطہ نظر کی وضاحت کی ہے اور تفہیدی  
نظر کی کبھی کو دلائل کے ساتھ آشکارہ کیا ہے۔ رسول نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
کے کتب کرنسی تحریک طلبہ کی طرف سے زیر نظر سالہ کی صورت  
میں اس نتھی کیا گیا ہے۔

سامنے ساتھ ان کی عملی مشق بھی اپنے انداز سے کر سکیں۔  
جنبدی طلبہ کے بیانے اس قسم کے رسائل کی مزدودت  
بہت زیادہ ہے اور حضرت مولانا سلیمان التبریخان مظلوم کی یہ  
کارش اس سخت ایک اچھی پیش رفت ہے۔

### امام اعظم ابوحنینؒ کا نظریۃ القلوب سیاست

از مولانا عبدالمیت حنفی  
کتابت و طباعت عده صفحات ۴۸

تیرت چھر پرے

ٹھنے کا پتہ مؤتمر مصنفوں دارالعلوم حنفی،  
اکرڑہ خاک ضلع پشاور

امام اعظم ابوحنینؒ دامت مسلمہ کے علمی المرتبہ  
تفہید اور جمیعت ہرنے کے علاوہ اپنے وقت کے بلند حوصلہ  
سیاسی رائہ نہیں تھے اور انہوں نے عباسی خلفاء کے نظام  
اور بد عذابیں کو بے نقاب کرنے اور اصلاح و انقلاب  
کی تحریکات کی سر پرستی میں نمایاں کردار ادا کیا۔

امام ابوحنینؒ نے زمرت عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور  
کو اس کے دربار میں تحریک ہے ہر کو ان الفاظ سے لکھا کہ،

"تماری ہے حکومتے شرعیہ اور ائمہ نبی  
ہے۔ جبکہ تم نے خلافتے سمجھا لے تو اسے  
و تھارا بے فتوحہ دوآمدی ہے بھی تواری  
خلافتے پر سبق نہیں تھے" ॥

بلکہ خلیفہ منصور کے خلاف حضرت زید بن علیؑ اور حضرت  
نفس زکریہؑ کی الفعلی تحریکات کو جا دو قرار دیتے ہوئے انہیں  
شکت کو سچاپس جھ سے افضل بتایا اور ان کے حق میں باتا مدد  
غیری جاری کیا۔

امام اعظم کی انقلابی سیاسی زندگی کا یہ پہلو عام طور پر ایمان  
نہیں کیا جاتا جبکہ آج کے دور میں امام صاحبؒ کے سیاسی و

بھی نسل کی ہیں۔

## بے نازکی قربانی

(سوال) کیسے شخص نماز و روزہ کی پابندی منہیں کرفتا  
مگر زکوہ اور قربانی ادا کرتا ہے۔ کیا اس کو اس  
عمل کا ثواب ہو گا؟ (حافظ محمد سعید گوجرانوالہ)

(جواب) اگر وہ نماز و روزہ کا منکر نہیں ہے تو وہ مسلمان ہے جو  
نیکی مل رہتا ہے اس پر اسے ثواب ملے گا اور جن فرائض کا تاریخ  
ہے اس پر اسے گناہ ہو گا اور وہ اس کے ذمہ واجب لادا  
رہیں گے جب تک کافی تفہیز کر لے۔

### بیتہ، امراض اور علاج

ناذک مراجی کو ختم کر کے صبح شام سیر کریں اور کرشش کر کر  
کام کا حق سے پیغیز خوب خارج ہو کیونکہ سہ  
اچھی سینی نزاکت احساس اس قدر  
شیشہ اگر بیڑے کے تیپھر بھی کئے گا  
قابل انتہا اور قام بادی اشیاء سے پر بیزرا اور قام ایسی اشیاء  
جن کی ریگت سعید ہر بالکل بند کر دیں۔ احترمنے اس امر کے  
محکم کا میباہ طلاق کیا ہے:

۱۔ کھانے کے بعد صبح شام چھ ماشِ جوارش جا لیز س ہمراہ  
تازہ پانی یا عرق با دیاں جگر کی اصلاح کے لیے کسی بھی  
دواعا نے کوئی سی دوا کھائی جا سکتی ہے۔

۲۔ احمد رضا زادہ پار ماش صحیح نمار مزد تازہ پانی سے کھائیں  
اور روزانہ سو اماش اضافہ کرتے کرتے آٹھ ماش تک  
کرس۔ اب آٹھ ماش ایک ماہ تک کھائیں۔  
ان شادا اللہ برس بیخ دین سے الکھڑ جائے گا برف  
کا قلعی پر بیزرا ہونا چاہیے۔

علاق پر اس گردہ کا تسلط قدر ہا لیکن ایک ذہنی فرز کی  
حیثیت سے اس کا وجود کافی عمر سک قائم رہا۔ اس کے  
عقائد میں یہ بات نہیں بھی کہ کبیر گناہ کے ارتکابے  
مسلمان کا فری برجاتا ہے۔ اسی طرح حضرت علیؑ کی بھی اور  
زہین میں یہ روگ نہیں تھے۔ آج دنیا میں خارج کا کوئی  
منظم فرقہ موجود نہیں ہے بلکن حضرت علیؑ اور اہل بیتؑ  
کے بائیے میں غیر متوازن نظریات کے جال افراد کو ازاں  
خارجی کر دیا جاتا ہے۔

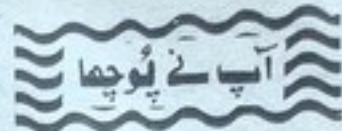
## متعہ اور امام مالک

(سوال) متعہ کے کتنے ہیں اور کیا اہل سنت کے  
کسی امام کے نزدیک متعہ جائز ہے؟

(عبد الحمید لاہور)

(جواب) مرد اور عورت کے درمیان مفرغ بر کیے ازدواج  
کا جو عقد ہوتا ہے وہ شرعاً نکاح کہلاتا ہے اور ازدواج  
کی شرعی شکل ہے بلکن اگر اسی عقد کی مدت متعین کر دی جائے  
 تو اسے متعہ کہا جاتا ہے شلیلہ کر، تین دن کے لیے یا اس کے  
لیے یا سال کے لیے نکاح کی جائے مدت خواہ ایک گھنٹہ  
ہو اس کا پاس سال، جب نکاح میں مدت ملے کر دی جائے  
 تو وہ متعہ بن جاتا ہے۔ جاہلیت کے دور میں متعہ بھی ازدواج  
کی جائز صورتوں میں شامل ہوتا تھا بلکن جاہل بنی اکرم مسلمانہ  
عیروں میں اسلام قرار دے دیا اور اسلام میں اس کی  
کرنی گئی نہ نہیں ہے۔ اہل شیعہ اس کے جواز کے قائل ہیں  
گراہیت کے نزدیک متعہ متفقہ طور پر حرام ہے اور کوئی  
امام بھی اس کے قائل نہیں ہیں۔ بعض فقیہوں نے حضرت امام  
اکھت کی طرف متعہ کے جواز کی نسبت لی ہے بلکن یہ درست  
نہیں ہے کیونکہ خود حضرت امام مالک متعہ کی حرمت کے قائل  
ہیں اور مولانا امام مالک میں انہوں نے متعہ کی حرمت پر ردایا

دیکھ کلم سے



## قادیانی اور مسلمہ کشمیر

**سوال** عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ مسئلہ کشمیر پیدا کرنے میں قادیانیوں کا ہاتھ ہے اس کی حقیقت ہے؟ (حافظ محمد اب گرزاں)

**جواب** بات تاریخی لفاظ سے درست ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب پاکستان کے قیام اور ہندوستان کی تقسیم کے ساتھ پنجاب کی تقسیم کا بھی فیصلہ ہرگی رپاکستان کے حصے میں آنے والے پنجاب کی حدودی کے لیے ریڈ کلت بلڈنگز کیشن قائم کیا گیا جس نے متعلقہ فرعیوں کا مرتفع معلوم کرنے کے بعد حدودی کی تفصیلات طے کر دی۔ اصول ٹیکھا تھا کہ جس علاوہ میں مسلمانوں کی اکثریت ہرگی وہ پاکستان میں شامل ہو گا اور جان غیر مسلموں کی اکثریت ہرگی وہ بھارت میں ہے کا۔ ضلع گوراپور کی صورت حال یعنی کہ قادیانیوں کا مرکز "قادیان" اس ضلع میں تھا اور ان کی بڑی آبادی بھی میں تھی۔

اگر ان کا آبادی کریمیوں کے ساتھ شمار کی جاتا تو یہ علاقہ مسلم اکثریت کا علاقہ شمار ہوتا اور اگر انہیں غیر مسلموں کے زمرہ میں کھا جاتا تو یہ غیر مسلم اکثریت کا علاقہ تھا۔ قادیانیوں نے باوجود اس کے کوہ خود کو مسلمان کئے پر ابھی تک مصر میں اور اسلام کے نام پر اپنے گھوٹے ذہب کے فراغ میں مصروف ہیں ریڈ کلت کیشن کے سامنے اپنا موقوفہ مسلمانوں سے الگ پیش کی جس کو جس سے اس علاقہ کو غیر مسلم اکثریت کا علاقہ تبدیل کیا گی اور اسے بھارت میں شامل کر دیا گی۔ ضلع گوراپور کے ذریعہ اور اس کے عزرا فیانی صورت حال یہ ہے کہ اس وقت کشمیر کو بھارت سے ملانے والا واحد راست ضلع گوراپور سے ہو کر جاتا تھا۔ اگر

## خارجی گروہ کب پیدا ہوا؟

**سوال** خارجی گروہ کے کہتے ہیں اور اس کا آغاز کب ہوا تھا؟  
(تمہاسم۔ اسلام آباد)

**جواب** ایم الہ مدنین حضرت علی کرم ارشاد و جبرا اور حضرت ایم عاصی و حنی ارشاد کے درمیان جگت میعنی کے درمیان ..... مصالحت کی بات مل اور دوسری شکر کو نے جگ پندر کے حضرت ابو موسیٰ اشعریؑ اور حضرت عرب بن العاصؓ کو مصالحت لگانکرے یہ شاث مفتر کر دی تو حضرت علی کرم ارشاد جبرا کے شکر کا ایک حصہ ان کے اس فیصلہ پر نا راض ہو کر الگ ہرگی اس وقت ان کی تعداد کم و شیش بارہ ہزار تھی اور ان کا موقوفہ یہ تھا کہ حکم حرن خدا کا ہے اور دوسریوں کو حکم اور فیصلہ مقرر کر کے فریقیں نے کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے حضرت علیؓ کی بیعت توڑ کر عبد اللہ بن وہب الراسی کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

حضرت علیؓ نے منافق صحابہ کرام رہ کے ذریعہ اور بہادرت ان کو بھانے کی ہر ٹکن کو شکست کی لیکن وہ اپنی صد پر قائم ہے بلکہ حضرت علیؓ کے مقابلہ پر شکست حکم کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ نبڑا ان کے مقام پر حضرت علیؓ نے کشکرے اس کی جگہ ہر جس میں خارج کر شکست کا سماں کرنا پڑا۔ اس کے بعد کسی

رتی پیدا کی ہیں۔ ان میں سے ایک قوت کا نام قوت میزہ ہے۔ یہی قوت بلغم سے خون بناتی ہے گردد بلغم اپنے تعریف پر پورا اترتا ہے۔

ایسے خاتمین و حضرات جن کا جگر اور معده اکثر خراب رہتا ہو اور مزاج بھی ملغی ہو تو ان میں اس مرض کو قبل کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رہتی۔ اس کے علاوہ زیادہ سرد نہ اٹیں، حادل، بادی اشیاء اور کمی کی دفعوں کی پیکی بولی غذا جسے فرشتے ہیں رکھ دیا گیا ہو رکھانے سے بھی یہ مرض پیدا ہو سکتے ہے یا پھر اسی غذا جس میں بی، چوڑا، چیکلی مزمار جائے یا پیلی تابنے کے برتن میں کھانا کھانا جگہ لے تعلیٰ نہ کرائی گئی ہو۔ گشت کھا کر اور پر سے دودھ پینا، گلی ٹری بائی چیلی کھانا، سٹھانی یا فروٹ کھا کر پانی پینا اور پیلی غذا پوری طرح سبھم نہ ہو اور پر سے اور مٹھن س لینا یہ تمام اہم اس مرض کو دعوت دیتے ہیں۔ مخلوق خدا کی بستی کے لیے مکا، متعہدہ میں نے ایک نصیحت فرمائی ہے سہ

جب بھوک ملکے تسب کھاؤ  
کچ بھوک ہے ہست جاؤ

اور نصیحت علاج کے ساتھ سونے پر سہا گل کا کام دتی ہے۔ شروع میں باریک باریک دلنے نکلتے ہیں جو پھیل کر سفید داغ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اسی طرح کا ایک مرض اور بھی ہے جسے بحق ابیض کہتے ہیں مگر برس میں زگت سفید اور جلدی ہرگی۔ بعض دفعوں میں جلد سے ہر تاہرا ہڈی سلک چلا جاتا ہے۔ وہاں کا بال بھی سفید ہو جاتا ہے اور رسولی چھبوٹے سے خون کی بیکے زردی اُنلی پانی نکلتا ہے۔ اب ملاج زیادیر سے ہو گا۔ یاد رکھیں کہ طب یونانی اور اسلامی میں دس دس سال کے سلیمانی شفا یاب ہوئے ہیں۔

علاج، سبے پہلے بیمار خوری اور (باتی ص ۹۷) پر ا

# الساني حسن زامل کر نیو لا مرض

## برص

اس مرض کو عام اپنی زبان میں سفید داغ، پلیہری چلک وغیرہ بھی کہتے ہیں۔ یہ سفید داغ جسم پر نزد ارہو ہو کرتے ہیں جسے طبی زبان میں برص کہا جاتا ہے۔ رفتار زیادت کے ساتھ اس مرض میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ دھماں کی نسبت شہر میں رہنے والے کچھ زیادہ ہی اس کے کھنے میں آ رہے ہیں۔ اس مرض کا خاص سبب تو عصبی خزان ہے۔ جگر کی خزانی اور کمزوری کے ساتھ معده کی فاسدی کوئی بھی اس مرض میں اضافہ کا وجہ بنتی ہیں۔ اس کے ملادہ جدید تہذیب کی کچھ ناص رسمیں اور عادات بھی اس میں اضافہ کر رہی ہیں۔ شلاؤ شہروں میں دودھ دہی کی کافی پاپ کھڑے ہیں اور دودھ پینے کی خواہش پیدا ہوئی۔ دودھ دلے نے فرما گھنے دودھ میں روت مار کر مٹھنا کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا اور اپنے کھڑے کھڑے پی لیا۔ ایک تکھڑا ہو کر پینے سے جگر میں مکروری پیدا ہوئی پھر دودھ میں دہ تازہ ہرا یا آسیجن جذب نہ ہو سکی جو ترقی طور پر عام ہوا میں رکھنے سے ہو سکتی تھی۔ چنانچہ ایسا دودھ لازمی بلغم کی کثرت کا باعث ہے گا۔ چنانچہ تم بازاری آسیں کریم اور قلیشوب کا یاد دودھ کی مصنوعات کا بھی حال ہے۔ اس سے جلغم پیدا ہو گا اس میں خون بننے کی صلاحیت نہیں ہو کر قریبی بلغم تقریباً سارے خون ہما ہو اکتا ہے اما ہما سے جنم میں قادر نے بنتی

# دنی و حصری تعلیم کے امتزاج کے پلے حضرت مدینی کی چند تجاویز

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۲۸۔ ۲۹ مارچ ۱۹۳۶ء کو علی گڑھ میں آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی بیچاس سال جوبی کے موقع پر شعبہ مدارس اسلامیہ سے متعلق اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے دینی مدارس کے طلبہ کو جدید تقاضوں سے ہم آنکھ کرنے کے لیے اپنے خلیہ صدارت میں مندرجہ ذیل تجاویز پیش فرمائیں جو نصف صدی سے زائد عمر مگرور جانے کے باوجود اپنی افادیت اہمیت کے لحاظ سے سمجھیدہ توجہ کی متفاہی ہیں

(ادارہ)

استادوں کو بھی کافی سمجھا جائے عربی نصاب میں اس کے لیے مدارج قائم رکھتے ہیں اور بعض ضروری چیزوں کا نصاب میں اضافہ بھی ہو سکتا ہے۔

(۵) کورٹ کی پیشکوئی بدلتی جائے اگر فراہما سکورٹ کی نیبان بدی نہ جا سکے تو وہ انگریزی ہی رہنے والی جانے میں دوسرے تمام کورٹوں کی زبان لازمی طور پر بدلتی جائے۔

(۶) رجسٹریشن ڈپارٹمنٹ میں عربی کی اسناد کو بھی ملازمت کے لیے کافی سمجھا جائے۔

(۷) اوقاف کے تمام ذمہ دار عمدوں کے لیے عربی اور مذہبی تعلیم کی تکمیل ضروری بھی جائے اور شرط کر دی جائے۔

(۸) محکم منصوبی اور محیی صدارت الٰی کے لیے جن میں اکٹھا شرعاً اور تفہیم دراثت و خیر کی مددوت پہنچی ہے مذہبی عالم کی سند قدری قاریوں کی امتحان دے سکیں۔

(۹) اسلامیوں کو محکم قضاہ حاصل کی جائے جس کا مطالبہ عرصہ دو ایام سے سلمان کر جائے ہے۔

(۱۰) آرٹ اور صنعت کی تعلیم میں عربی تعلیم کے سندیافتوں کو شرکت کا موقع دیا جائے۔

(۱۱) مکمل ہائے انوار زراعت، تجارت کی تبلیغات میں عربی پیغم بر ایتوں کو شرکت کیا جائے۔

(۱۲) یونیورسٹیوں کے وہ طلبہ جو عربی پڑھتے ہیں تھوڑے تھوڑے دنوں کیلئے کسی عربی و حصری مدرسیں جا کر تیار کیا کریں اور عربی کی الٰی تعلیم سے استفادہ کریں۔

(۱) کچھ کچھ مقتدرہ وظائف ان طلبہ کے لیے مقرر کیے جائیں جو عربی سے فارغ حاصل کرنے کے بعد انگریزی پڑھنا چاہیں اور علی ہذا ایسا انگریزی مدارس کے ان فارغ شدہ طلبہ کے لیے بھی جو عربی پڑھنا چاہیں، ان کے لیے بھی وہ وظائف اندیسوں جاری کیے جائیں۔

(۲) جس طرح مولوی فاضل وغیرہ کے سندیافتہ صرف زبان انگریزی میں گورنمنٹ امتحانات میں شرکت حاصل کر کے کامیاب ماحصل کر سکتے ہیں۔ اسی طرح مسلم یونیورسٹی اپنے یہاں ایے قوانین بنائے جن کے رو سے عربی مدارس کے فارغ شدہ طلبہ صرف انگریزی زبان کے امتحان میں شامل ہو سکیں۔ ان کے لئے تعلیم کا مستند انتظام کیا جائے کہ لایف۔ اے کے بعد دہ دی۔ اے کا امتحان دے سکیں۔

(۳) عربی مدارس کے طلبہ کے لیے ریلوے وغیرہ سے وہ تمام مراعاتیں ہائی چاہیں جو انگریزی مدارس کے طلبہ یا ایڈ گرفت مدارس کے طلبہ کو ملتی ہیں۔ ایجوکیشنل کانفرنس ہستند مدارس عربی کی ایک فہرست تیار کرے جس کو گورنمنٹ بھی تیکم کرے۔

(۴) قانون کے اتحادوں میں انگریزی زبان دانی کی شرط نہ رکھی جائے۔ امتحانات ملکی زبانوں میں ہوں۔ علمی استعداد مشترک کی جائے۔ مدرسہ بر ایت جن امتحانوں کے لیے میرٹک انڈر گریجو ایٹ یا پیجی ایٹ کی شرط بھے وہ رکھی جائے اور اسی درجہ کے عربی

## افغانستان کے غیور مسلمانوں

نے میدانِ جہاد میں روی افواج کا جرائمندز مقابلہ کر کے

○ عالمِ اسلام کو جہاد کا بھولا ہوا سب سی یاد دلایا کمیشیر اور فلسطین کے لیے جو انہوں کر جہاد کا راستہ دکھایا

○ مشرقی یورپ میں کمیوزم کے آئنی شکار کو دیکھ دیکی اور خود روں میں کمیوزم کے فحشو کو پابند پر محروم کیا

## افغانِ محبابین کی جنگ آج بھی جاری ہے

اور فضیلی رفتار کیساتھ کامیابی کی منزل کی طرف ٹھہر رہی ہے

لیکن آج انہیں میدانِ جنگ سے زیادہ سامراجی ایوالوں اور استعماری ایجنٹوں کی مکروہ سازشوں کا سامنا ہے

ہمیں یقین ہے کہ افغانستان کے غیور مجاهدین اس

جنگ میں بھی کامیابی سے ہمکار ہوں گے اور بہت

حبلہ کابل پر اسلامی حکومت کا پرچم لہڑائے گا جو

عالمِ اسلام میں اسلام کے غلبہ درکھل خود منخاری کے سفر کا آغاز ہو گا۔ انہوں

مجانب، حرکتہ المجاہدین ○ مرکزی فتنہ زدہ لال حمر کو تیج پستان میر ارشاد بنوں، پاکستان